

سلسلہ مفت اشاعت نمبر ۸۷

نَاقَابِلِ نَرْدِیدِ حَقَائِقِ

ماخوذ از: عقائد اہل سنت

علامہ مشتاق احمد نظامی علیہ الرحمہ

ناشر

جمعیت اشاعت اہل سنت پاکستان

نور مسجد کاغذی بازار کراچی ۷۴۰۰۰

پیش لفظ

آج سے تقریباً ڈیڑھ صدی پیشتر پر صغیر پاک و ہند امن و آشتی کا گہوارہ تھا ہر طرف میل محبت تھی، ہر سمت پیار ہی پیار تھا، اپنائیت تھی، ہر خلوص جذبیوں کی فراوانی تھی، باتوں میں مٹھاس ہو کر تھی، اللہ اور اس کے پیارے رسول کی پیاری پیاری اور میٹھی میٹھی باتیں خوشبو کی طرح ہوا کے دوش پر شرق تا غرب پھیلا کرتی تھیں، اعتقادات و ایمانیات تو دور کی بات ہے اعمال و افعال اور معمولات تک میں کسی قسم کا تضاد نہ پایا جاتا تھا، جو گفتگو ہوتی بر ملا اور کھل کر ہوتی، دلوں میں کدورتوں کی گنجائش ہی نہ تھی جو رنجشیں جنم لیتیں، رشتے بڑے مربوط ہو کر تھے، ایک دوسرے کے احساسات اور جذبات کو سمجھا اور محسوس کیا جاتا تھا، انسانی قدروں اور حسب مراتب کو مقدم تصور کیا جاتا تھا، اور ایسا صرف اس لیے تھا کہ حاشیہ برادریوں کی مجال نہ تھی جو مخالفتوں کے بچھو سکیں، ایسے لوگوں کی پذیرائی کبھی نہیں کی جاتی تھی جو آسیوں میں خنجر چھپا کر محفل میں اپنی چرب زبانی سے جگہ حاصل کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ عرض بر صغیر پاک و ہند ایک جنت نظیر خطہ زمین تھا لیکن پھر اس جنت نظیر خطہ میں آپ ایسے شخص نے جنم لیا جو امن و سکون کی اس جنت کے لیے ابلیس ثابت ہوا اور جس نے اس پر سکون ماحول میں انتشار و افتراق کا ایسا بیج بویا جس نے امت مسلمہ کو واضح طور پر دو درجہ حوروں میں تقسیم کر دیا اور اس کے بعد آنے والے اس کے پیروکاروں نے اختلاف کی اس خلیج کو پانے کی بجائے اس کے حجم کو اور بڑھانے کی کوشش کی۔ اس دور میں چند ایسی غارت گرا ایمان کتابیں لکھی گئیں جنہوں نے مسلمانوں کے دلوں پر نشتر کا کام کیا یہ کتابیں مسلمانوں کی غیرت کے لیے ایک ایسا تازیانہ ثابت ہوئیں جنہوں نے ہر باغیرت مسلمان کو خون کے آنسوؤں سے لادیا۔ ان کتابوں میں تقویۃ الایمان، حفظ الایمان، صراط مستقیم، تحذیر الناس اور براہین قاطعہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں ان میں اول الذکر کتاب تقویۃ الایمان کو دوسری کتابوں پر اس لحاظ سے سبقت حاصل ہے کہ اس کتاب کے ذریعے خدا اور اس کے رسول سے

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الصلوة والسلام علیک یا رسول اللہ ﷺ

نام کتاب	:	نا قابل تردید حقائق
مؤلف	:	خطیب مشرق علامہ مشتاق احمد نظامی
ضخامت	:	۶۴ صفحات
تعداد	:	۲۰۰۰
سلسلہ مفت اشاعت	:	۸۷
		☆☆ ناشر ☆☆

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان
نور مسجد کاغذی بازار کراچی۔

دشمنی کی جس بد نما، غلیظ اور مکروہ عمارت کی بجاور کھی گئی اس کو بعد میں لکھی جانے والی کتابوں نے پایہ تکمیل تک پہنچایا۔

کسی بھی مذہب کی تاریخ اٹھالیں، کسی بھی مذہب کے پیروکاروں نے اپنے اپنے پیشوایان اور رہنماؤں کے لیے اتنی گندی اور رکیک زبان استعمال نہیں کی جس کا مظاہرہ ان مذکور الذکر کتابوں میں ان کے نام نہاد مصنفین نے اپنے رہنما و پیشوا سرکارِ دو عالم ﷺ کے لیے استعمال کی ہے۔

میدانِ حشر میں جو سرکارِ دو عالم ﷺ کی شفاعت کے امیدوار ہیں وہ ذرا دل کی آنکھوں سے ان عبارات پر نظر دوڑائیں اور خود ہی انصاف کریں کہ۔۔۔۔۔ آیا ان غلیظ، مکروہ عقائد کے حامل افراد مسلمان کہلانے کے مستحق ہیں؟

حضور اکرم ﷺ کے علم کو پاگلوں، بچوں اور جانوروں کے علم جیسا کہا گیا ہے۔
اصل عبارت کچھ یوں ہے:

”پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر قبول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب۔ اگر بعض علوم غیب مراد ہیں تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم غیب تو زید و عمرو باجماع ہر کسی (چر) و مجنون (پاگل) بلکہ جمع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔“

(حفظ الایمان مصنفہ اشرف علی تھانوی صفحہ ۸، کتب خانہ اشرفیہ راشدیہ کینیڈا)
دیوبندیوں کا کلمہ بھی ملاحظہ فرمائیے، جس کے پڑھنے کو اشرف علی تھانوی نے عین اتباع سنت کہا۔

اشرف علی تھانوی کے ایک مرید نے اپنے پیر کو اپنے خواب اور بیداری کا واقعہ لکھا کہ وہ خواب میں کلمہ شریف میں حضور اکرم ﷺ کے نام نامی اسم گرامی کی جگہ اپنے پیر اشرف علی تھانوی کا نام لیتا ہے یعنی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ کی جگہ لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ (معاذ اللہ) پڑھتا ہے اور اپنی غلطی کا احساس ہوتے ہی اپنے پیر سے معلوم کرتا

ہے تو جواب میں اشرف علی تھانوی توبہ و استغفار کا حکم دینے کے بجائے کہتا ہے۔

”اس واقعہ میں تسلی تھی کہ جس طرف تم رجوع کرتے ہو وہ ہونہ تعالیٰ قبیح سنت ہے۔“

(’لامداد‘ مصنفہ اشرف علی تھانوی صفحہ ۳۵، از مطبع امداد المطابع تھانہ بھون انڈیا)

حضور اکرم ﷺ کو خاتم النبیین ماننے سے انکار کیا گیا۔

اصل عبارت کچھ یوں ہے:

”اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ

فرق نہ آئے گا۔“

(تحذیر الناس، مصنفہ قاسم نانوتوی صفحہ ۳۴،

دارالاشاعت مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی)

حضور اکرم ﷺ کے علم پاک سے شیطان و ملک الموت کے علم کو زیادہ بتایا گیا۔

اصل عبارت کچھ یوں ہے:

”شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس قاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔“

(براہین قاطعہ از مولوی خلیل احمد امبیٹھوی، مصدقہ

مولوی رشید احمد گنگوہی، صفحہ ۵۱ مطبع بلال ڈھور)

نماز میں حضور اکرم ﷺ کے خیال مبارکہ کے آنے کو جانوروں کے خیالات میں ڈوبنے سے

بدتر کہا گیا ہے۔

اصل عبارت کچھ یوں ہے:

”زنا کے وسوسے سے اپنی بیدی کی مجامعت کا خیال بہتر ہے اور شیخ یا انہی جیسے اور

بزرگوں کی طرف خواہ جناب رسالت مآب ہی ہوں اپنی ہمت کو لگا دینا اپنے بیل اور

گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے زیادہ زیادہ ہے۔"

(صراطِ مستقیم، اسماعیل دہلوی صفحہ ۱۶۹، اسلامی اکادمی، اردو بازار، لاہور)

حضور اکرم ﷺ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق لکھا گیا وہ بے اختیار ہیں :-
اصل عبارت کچھ یوں ہے :

"جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مالک و مختار نہیں۔"

(تقویۃ الایمان مع تذکیر الاخوان، مصنفہ اسماعیل دہلوی صفحہ ۴۳،

میر محمد کتب خانہ، مرکز علم و ادب، آرمہ باغ، کراچی)

نہ جانے زمین شق کیوں نہیں ہو جاتی اور آسمان ان لوگوں پر ٹوٹ کیوں نہیں پڑتا
یہ سورج چاند ستارے جو اپنی کبھی نہ جھپکنے والی پلکوں سے اس کائنات کے شب و روز کا مشاہدہ
کر رہے ہیں اگر اپنے سینے میں دل رکھتے تو وہ بھی گواہی دیتے کہ واقعی تاریخ عالم گواہ ہے کہ
آج تک کسی قوم نے اپنے پیشوا اور رہنما کے بارے میں اتنی گستاخانہ اور اتنی رکیک زبان
استعمال نہیں کی۔

تقویۃ الایمان وہ گندہ اور پھوڑ کتاب ہے جس نے برصغیر پاک و ہند میں انتشار
افتراق پھیلانے میں اہم کردار ادا کیا اس کی جارحانہ اور تند و تیز زبان کے بارے میں خود اس
کے مصنف کی رائے سے جو اس نے حج پر روانگی سے قبل ایک بھرے منبر پر تقریر کے
دوران پیش کی تھی :-

"میں جانتا ہوں کہ اس (تقویۃ الایمان) میں بعض جگہ ذرا تیز الفاظ بھی آگئے ہیں
اور بعض جگہ تشدد بھی ہو گیا ہے مثلاً ان امور کو جو خفی شرک ہیں شرک جلی لکھ دیا
گیا ہے اس وجہ سے مجھے اندیشہ ہے کہ شور و شر ضرور پھیلے گی۔"

(باغی ہندوستان صفحہ نمبر ۱۱۵)

اسی تقویۃ الایمان کتاب کی ایک غارت گرا ایمان عبارت ملاحظہ ہو :-

"اللہ کی قدرت سے بعید نہیں اگر وہ چاہے تو محمد جیسے کروڑوں محمد پیدا کر دے۔"

ہم اس انداز بیان کو ابلیسی داؤں پیچ سے تعبیر کرتے ہیں اور ایسے بے لگام و بد زبان
مصنف کو ابلیسی دسترخوان کا خوشہ چیں تصور کرتے ہیں یہ وہی شیطانی حربہ ہے جسے اس نے
سجدہ آدم سے روگردانی و سر تابی کرتے ہوئے استعمال کیا تھا اور جس کی پاداش میں ہمیشہ کے
لیے اس کے گلے میں لعنت کی طوق ڈال دی گئی۔

جبکہ اس کے برعکس ہم اہلسنت و جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ ہم سید عالم روحی فدائے علیہ السلام کی
ذات والا صفات کو ممکن الظہیر نہیں بلکہ ممکن الظہیر جانتے دانتے ہیں اب ان کے مثل پیدا
ہونا محالات سے ہے لہذا ہم عقیدہ امکان نظیر کو باطل جانتے ہوئے مسئلہ امتناع نظیر کو صحیح
میر ہن اور مدلل سمجھتے ہیں جس کی روشن اور واضح دلیل آیت ختم نبوت ہے

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ

امکان نظیر کا مسئلہ ذہن میں آتے ہی شاعر مشرق ڈاکٹر محمد اقبال کا یہ شعر صفحہ
ذہن پر اکثر آتا ہے وہ فرماتے ہیں :-

رخِ مصطفیٰ ہے وہ آئینہ کہ اب ایسا دوسرا آئینہ

نہ ہماری بزم خیال میں نہ دوکان آئینہ ساز میں

یا پھر اردو زبان کے مشہور شاعر مرزا غالب کے وہ چند اشعار ذہن کے پردے کو
متحرک کرتے ہیں کہ جو اس نے مسئلہ امکان الظہیر و امتناع الظہیر کی بحث کے دوران لکھے تھے
پہلے پہل اس نے اپنی غیر معمولی ذہانت سے دونوں خیالات کو ساتھ بھانے کی کوشش کی
جس کا ثبوت ان اشعار میں ملتا ہے :-

یک جہاں تاہست ایک خاتم بس ست	قدرت حق را نہ یک عالم بس ست
خواہد از ہر ذرہ آرد علے	ہم بود ہر علے را خاتمے
ہر کجا ہنگامہ عالم بود	رحمتہ اللعالمین ہم بود
کثرت لبداع عالم خوب تر	یا بیک عالم دو خاتم خوب تر
در یکے عالم دو تا خاتم مجوئے	صد ہزاراں عالم و خاتم بجوئے

لیکن آخر میں اسے بھی ماننا پڑا کہ نہیں نہیں! حق تو یہ ہے کہ سرکار کریم کا مثل و مثال نہ کبھی ہوا ہے اور نہ کبھی ہو گا اور آخر اسے یہ کہنا پڑا کہ :-

غالب ایں اندیشہ پند یرم ہی خردہ ہم بر خویش می گیرم ہی
اے کہ ختم المرسلینش خواندہ دانم از روئے پیش خواندہ
ایں الف لائے کہ استغراق راست حکم ناطق معنی اطلاق راست
منشاء ایجاد ہر عالم یکے است مگر دو صد عالم بود خاتم یکے است
منفرد اندر کمال ذاتی است لاجرم "مکش" محال ذاتی است
زیں عقیدت بر مگردم والسلام نامہ را در می نوردم والسلام
غالب لاکھ ذہین، فطین اور نکتہ آفرین ذہن کا مالک سہی لیکن لول و آخر ایک دنیا دار
شخص اور ایک شرابی کبابی انسان تھا ارے جس مسئلہ کو ایک عام دنیا دار شخص سمجھ گیا اس کو
بزم خویش عالم فاضل اور مفتیان شرع کمانے والا ملا نہ سمجھ سکے، آخر کیوں؟ اس کیوں
کے پس منظر میں ایک لمبی کہانی کار فرما ہے جس کے ڈانڈے انگریز بہادر تک جا پہنچتے ہیں۔ وہی
انگریز جو تاجرین کرہندوستان میں داخل ہوئے تھے اور جنہوں نے مغل بادشاہوں کی نرمی سے
ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے رفتہ رفتہ اپنی سازشوں اور ریشہ دوانیوں کے سبب پورے ہندوستان پر
قبضہ کر لیا اور چونکہ انگریز نے اقتدار مسلمانوں سے چھینا تھا اس لیے وہ مسلمانوں کو اپنی راہ کا
سب سے بڑا کانا تصور کرتا تھا چنانچہ وہ مسلمانوں کی تباہی و بربادی میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت
کرنا نہیں چاہتا تھا وہ جانتا تھا کہ مسلمانوں کے دلوں میں جب تک عشق رسول ﷺ کی چکاڑی
روشن ہے وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتا چنانچہ اس نے اپنے مذموم مقاصد کے
حصول کے لیے چند مولویوں کو خریداجنہوں نے جبہ و عمامہ اور علم و فضل کی آڑ میں مسلمانوں
کے دلوں سے عشق رسول ﷺ کو ختم کرنے کا بیڑا اٹھایا اب مسلمانوں کا دین و ایمان لوٹنے
کے لیے انگریز بہادر کو چور دروازہ مل گیا چنانچہ اب وہ مسلمانوں کے سامنے کوٹ چتلون، ٹائی
اور ہیٹ لگا کر نہ آتا بلکہ ان ہی نام نہاد علماء کے جبہ و دستار میں چھپ کر آتا اب ہندوستان کی

زمین ایک نئی آفت کی آماجگاہ بن چکی تھی زبان علماء کی ہلتی مگر حکم سات سمندر پار کا ہوتا تھا۔
غریب مسلمانوں کو کیا معلوم کہ یہ جبہ و دستار والے ہمیں دن دہاڑے انگریزوں کے ہاتھ پچ
ڈالیں گے مگر وائے حسرت و ناکامی یہ تو انگریز سے پہلے ہی سودا کر چکے تھے۔ اسماعیل دہلوی اور
ان کے رفقاء کار کی انگریز دوستی کی صرف ایک دو مثالیں دے کر اپنی بات آگے بڑھاتا ہوں۔

"کلکتہ میں جب مولانا اسماعیل نے جہاد کا وعظ فرمانا شروع کیا ہے اور سکھوں کے
مظالم کی کیفیت پیش کی ہے تو ایک شخص نے دریافت کیا، آپ انگریزوں پر جہاد کا
فتویٰ کیوں نہیں دیتے، آپ نے جواب دیا ان پر جہاد کرنا کسی طرح واجب نہیں ایک
تو ہم ان کی رعیت ہیں، دوسرے ہمارے مذہبی ارکان کے ادا کرنے میں وہ ذرا بھی
دست اندازی نہیں کرتے، ہمیں ان کی حکومت میں ہر طرح آزادی ہے بلکہ ان پر
کوئی حملہ آور ہو تو مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ اس سے لڑیں اور اپنی گورنمنٹ پر
آنچ نہ آنے دیں۔"

(حیات طیبہ صفحہ ۲۹۶، مرتبہ مرزا حیرت دہلوی، مطبوعہ فاروقی، دہلی)
اور اے مسلمان! انگریز اگر مسلمانوں کا خون پانی کی طرح بہائیں تو کوئی غم نہیں
ہو گا اگر یہ بہاؤ کے بدلے درج کی دھوپ تک نہ پڑے۔ واقعی وفاداری ہو تو ایسی۔
مولوی عبدالرشید گنگوہی دیوبندیوں کے مسلم مقتدا و پیشوا ہیں ان کے بارے میں
تذکرۃ الرشید کی یہ عبارت سلیے اور سوچیے کہ ملت اسلامیہ کی تاریخ میں اس سے بھی زیادہ
گھناؤنا اور قومی غداری کا کوئی باب مل سکتا ہے؟

جب میں حقیقت میں سرکار (برٹش) کا فرماں بردار ہوں۔ ان جھوٹے سے میرا بال
بیکانہ ہو گا اور اگر مارا بھی گیا تو سرکار مالک ہے اسے اختیار ہے جو چاہے کرے۔

(تذکرۃ الرشید حصہ اول ص ۸۰)

دیوبندی وہابی صرف رسول اکرم ﷺ کی بارگاہ بے کس پناہ میں ہی گستاخی و بے
ادبی کے مرتکب نہیں ہوئے بلکہ اس سے دو ہاتھ آگے بڑھ کر انہوں نے ذات باری تعالیٰ

جل و علی پر بھی الزامات و اتہامات لگانے شروع کر دیئے آیت مبارکہ إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ کی آڑ لے کر اس سبحان السبوح پر کذب کی تہمت لگا دی۔ امکان نظیر کے مسئلے کی طرح اس فتنہ امکان کذب کا خالق بھی اسماعیل دہلوی ہی تھیں اس نے اس ذات واجب الوجود کو کہ جو ہر عیب سے پاک ہے اور جس کی ہر صفت کمال والی ہے اور جس کی کوئی بھی صفت رذیل یا گھٹیا درجے کی نہیں۔ اسی کے لیے یہ کہا کہ :

"اللہ جھوٹ بولنے پر قادر ہے ۔"

معاذ اللہ ثم معاذ اللہ، نقل کفر کفر نہ باشد ذرا اس تصور باطلہ کو ایک لمحہ کے لیے بالفرض محال صحیح مان کر سوچا جائے تو کیا ہمارے ایمان و ایقان کا عظیم الشان محل ایک ہی جھٹکے میں زمیں بوس نہیں ہو جائے گا.....؟ ارے! ذرا سوچیے تو سہی کیا کوئی غیر مسلم پھر کبھی مسلمان ہونے کا نام لے گا وہ تو یہی کہے گا کہ جب مسلمانوں کا خدا ہی جھوٹ بولتا ہے تو کیا بعید کہ اس نے اپنی وحدانیت کے متعلق جھوٹ بولا ہو (معاذ اللہ) کیا خبر اس نے جنت و دوزخ کے بارے میں دروغ گوئی سے کام لیا ہو (معاذ اللہ)۔ کیا خبر کہ اس نے جزا و سزا کے بارے میں کذب بیانی کی ہو (معاذ اللہ)

ارے تف ہے ایسی قوم پر کہ جو اپنے خدا کو جھوٹا سمجھتے ہیں اور اپنے رسول کی شان میں گستاخیاں کرتے ہیں، غور فرمائیے کیا ہی عجیب قوم ہے کہ اس کے خدا کو جھوٹا کہیے تو ان کی پیشانی پر بل آجائے اور خود انہیں جھوٹا کہیے تو چراغ پا ہو جائیں۔

کاش دور حاضر کے دیوبندی اپنے اکابرین کی گستاخانہ عبارات پر نظر ثانی کریں اور ہر قسم کے تعصب سے بالاتر ہو کر سوچیں کہ کسی کو مقتدا اور پیشوا مان لینے کے یہ معنی نہیں ہوتے کہ اس کے جرم و خطا کو بھی ثواب و عبادت کا مرتبہ دے دیا جائے رات کی تاریکی کو دن کا اجالا اور آگ کے انکارے کو شاداب پھول کہنا کہاں کی غفلت دی ہے۔

اب بھی وقت ہے اے دیوبندیو! تم ٹھنڈے دل سے سوچو کیا تمہارا ضمیر یہ گوارا کرتا ہے کہ (نعوذ باللہ من ذالک) رسول خدا ﷺ چار سے زیادہ ذلیل اور ذرہ ناچیز سے کم تر

ہیں اور محبوب خدا کا علم گائے، بیل اور جانوروں جیسا ہے۔ ذرا سوچو! تمہارے اکابر اشرف علی تھانوی، رشید احمد گنگوہی، اسماعیل دہلوی وغیرہ نے جو کچھ لکھ دیا ہے وہ پتھر پر لکیر تو نہیں ہے۔ خدا را! تم اپنے اور قوم مسلم کے حال پر رحم کھاؤ اور قدرت کی اس گرفت سے ڈرو جو سب سے زیادہ سخت ہے اور اس کا عذاب دردناک ہے، کیا تم کبھی یہ نہیں سوچتے کہ آج کی دنیا میں اگر تمہارے چہیتے کو کوئی آنکھ دکھا دے یا انگلی اٹھائے تو تم لڑنے مرنے کے لیے تیار ہو جاتے ہو اس لیے نہ کہ وہ تمہارا چیتا و محبوب ہے پھر تم نے یہ کیوں نہ سوچا کہ جس کو تم چار سے زیادہ ذلیل اور گاؤں کا چودھری کہہ رہے ہو وہ محبوب خدا ہے، کیا تم قرالی کو اپنے حق میں چیلنج کر رہے ہو کیا تم نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ تم تو اپنے محبوب کی حمایت میں کوہ آتش فشاں بن سکتے ہو اور غیرت خداوندی کو تمہاری دریدہ دہنی پر جنبش بھی نہ ہو سکے گی۔ اب بھی وقت ہے کہ تعصب و جنگ نظری کی گرد کو جھاڑ کر انصاف پسندی اور نیک نیتی سے ان کتابوں کا مطالعہ کرو اور چند علماء کے نشہ محبت میں سرشار ہونے کی بجائے اگر ممکن ہو تو کبھی مشق رسول ﷺ کی عینک لگا کر ان کتابوں کا مطالعہ کرو۔ ہو سکتا ہے توفیق الہی تمہارا ساتھ دے اور تم اپنی ہڈیوں اور بوٹیوں کو عذاب جہنم سے محفوظ رکھ سکو۔

ہم از خود نہیں روئے ہمیں رلایا گیا ہے، ہم از خود نہیں تڑپے ہمیں تڑپایا گیا ہے ہمیں نہیں، ہمارے ماں باپ کو نہیں بلکہ ہمارے پیارے آقا و مولیٰ دو جہاں کے تاجدار ﷺ، کو گالیاں دی گئی ہیں، اللہ کے حبیب ﷺ کی شان میں دریدہ دہنی و گستاخی کی گئی ہے، ایک دو نہیں متعدد رسوائے زمانہ کتابیں لکھی گئی ہیں جن میں گستاخیوں اور بے ادبیوں کا ارتکاب کیا گیا ہے ارے! قرآن جسے یاسین و طہ کہہ کر پکارے اسی ذات ستودہ صفات کو چار سے زیادہ ذلیل اور ذرہ ناچیز سے کم تر لکھا گیا ہے ایسی غارت گرا ایمان عبارتوں پر چشم مومن خون کے آنسو بھی نہ روئے تو کیا کرے۔

کیا دردناک سانحہ ہے کہ چند مولویوں کے علم و قلم کی لاج رکھنے کے لیے نہ صرف یہ کہ محبوب خدا کو گالیاں دی جاتی ہیں بلکہ کروڑوں مسلمانوں کے درمیان موجود

اختلاف کی اس خلیج کو پائنے کے جائے اور مگر کیا جاتا ہے۔ کاش اے کاش! یہ گردنیں جو آج اکڑا کر محبوب کردگار کو بڑا بھلا کہنے میں مصروف ہیں آستانہ نبوت پر جھک جائیں۔

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان اس کتاب کو اپنے سلسلہ مفت اشاعت کی ۸۷ ویں کڑی کے طور پر شائع کرنے کا شرف حاصل کر رہی ہے یہ کتاب دراصل پانچ علیحدہ علیحدہ اور مکمل مضامین پر مشتمل ہے جسے کتاب عقائد اہلسنت سے حاصل کیا گیا ہے اس کتاب کو مرتب کرنے والے خطیب مشرق حضرت علامہ مشتاق احمد نظامی صاحب علیہ الرحمہ ہیں جن کی تعریف میں کچھ بیان کرنا گویا سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ سے بس یہی التجا ہے کہ وہ موصوف کی قبر پر انوار پر رحمت و رضوان کی بارشیں نازل فرمائے اور ہمیں ان کے نقوش پا پر گامزن ہوتے ہوئے مسلک حقہ اہلسنت و جماعت کی خدمت کی توفیق رفیق مرحمت فرمائے۔ آمین۔

اس کتاب کا پہلا مضمون "مسئلہ امتناع الظہیر" ہے جس کو لکھنے والے فاضل مصنف جناب مولانا خواجہ مظفر حسین صاحب پورنوی ہیں اس مضمون میں فاضل مصنف نے مختصر طور پر لیکن جامع اور علمی و منطقی انداز میں سرکار کریم کے مثل نہ ہونے پر دلائل قائم کیے ہیں۔ اس کتاب کے دوسرے مضمون کا عنوان ہے "مولوی اسماعیل دہلوی کی کتابوں کے متعلق چند اشارات" جس کے لکھنے والے مولانا قاری محمد عثمان صاحب اعظمی ہیں اس مضمون میں فاضل مصنف نے اسماعیل دہلوی کی کتابوں خصوصاً تقویۃ الایمان، صراط مستقیم اور یک روزی وغیرہ کی چند عبارات اور ان کا عوام الناس پر رد عمل بیان کیا ہے نیز یہ بھی واضح کیا ہے ان کتابوں میں جو جارحانہ انداز اختیار کیا گیا ہے اس کا اصل مخاطب کون ہے اور یہ جارحانہ اور شاتمہ انداز اصل میں کس کے خلاف ہے۔ تیسرا مضمون "تقویۃ الایمانی توحید کا تنقیدی جائزہ" ہے جسے مولانا سید الزمان صاحب مظفرپوری صاحب نے تحریر کیا ہے فاضل مصنف نے اس مضمون میں تقویۃ الایمان کی چند عبارات کا قرآن مجید و فرقان حمید اور احادیث مبارکہ کی روشنی میں جائزہ پیش کیا ہے۔ چوتھا مضمون جو شامل اشاعت کیا گیا ہے وہ

ہے "امکان کذب کا مسئلہ" جس کو لکھنے والے مولانا بدر الدین صاحب گورکھپوری ہیں موصوف نے قرآن و حدیث اور اقوال سلف صالحین سے دلائل و براہین کے ذریعے کذب جیسے قبیح فعل کو باری تعالیٰ کے لیے محال ثابت کیا ہے نیز مخالفین کی ان عبارتوں کا بھی تجزیہ کیا ہے جو وہ امکان کذب پر پیش کرتے ہیں۔ پانچواں مضمون جو اس کتاب میں شامل ہے وہ ہے "دیوبندیوں کا اپنے حق میں مسلمات سے گریز" اس مضمون کو لکھنے والے ہیں مولانا محمد احمد صاحب اشرفی اعظمی اس مضمون میں فاضل مصنف نے مختلف موضوعات پر مکتب دیوبند کے آپس میں متضاد نظریات قلم بند کیے ہیں۔ چھٹا مضمون جو شامل اشاعت ہے وہ ہے "ہم مسلک اعلیٰ حضرت کیوں کہتے ہیں.....؟" اس مضمون میں فاضل مصنف جناب محمد یوسف رضا قادری صاحب نے علمی انداز میں مسلک حقہ اہلسنت و جماعت کو مسلک اعلیٰ حضرت کہنے پر دلائل قائم کیے ہیں۔

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان ان تمام مضامین کو یکجا کر کے "قابل تردید حقائق" کے نام سے شائع کرنے کا شرف حاصل کر رہی ہے اور چونکہ ان میں سے زیادہ تر مضامین کتاب "عقائد اہلسنت" سے لیے گئے ہیں جن کے مؤلف خطیب مشرق حضرت علامہ مشتاق احمد نظامی صاحب ہیں اس لیے ہم نے حصول برکت کے لیے سرورق پر حضرت کا نام ہی برقرار رکھتے ہیں۔

امید ہے کہ جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان کی دیگر مطبوعات کی طرح یہ کتاب بھی قارئین کرام کے علمی معیار پر پورا اترے گی۔

نقطہ

ان کے کرم کا امیدوار
جواک جہان کو امیدوار کرتے ہیں

محمد عرفان قاری

مسئلہ امتناع نظیر

ایک مدت سے جن مسائل و معتقدات کی بنیاد پر الگ الگ مکاتب فکر قائم ہیں انہیں مسائل و معتقدات میں ایک مسئلہ "سرکار کی نظیر و مثال" کا بھی ہے۔ یہ مسئلہ کوئی اتنا مبہم اور نظری نہیں تھا کہ اس کے لیے الگ الگ محاذ بنائے جاتے اور ایک دوسرے کو حث و مناظرہ کی دعوت دی جاتی مگر صدی بیٹنے کو ہے اور آج بھی یہ مسئلہ فکری جولانیوں اور ڈھینگا مشینوں کا اکھاڑہ بنا ہوا ہے۔ بار بار کے حق واضح ہو جانے کے باوجود آج بھی کچھ لوگ گلی گلی یہ صدا لگاتے پھرتے ہیں کہ "سرکار کی نظیر ممکن ہے" اور "خدا چاہے تو محمد جیسے سینکڑوں محمد پیدا فرما سکتا ہے"۔ یہ وہی لوگ ہیں جو تقویۃ الایمانی عبارتوں کو دل و دماغ سے ہم آہنگ کرنے کے لیے آئے دن چولابہ لیتے رہتے ہیں اس لیے نہیں کہ وہ تقویۃ الایمان کی عبارت و مسائل کے نفاق سے واقف نہیں، وہ واقف ہیں اور اچھی طرح واقف ہیں پھر بھی ان عبارتوں کی حمایت و کالت کا جھنڈا اس لیے اٹھائے پھرتے ہیں تاکہ ان کے اسلاف کا وقار محفوظ رہے جو انہیں ایمان سے زیادہ عزیز ہے، وہ خوب سمجھتے ہیں کہ سرکار کی نظیر کے مسئلہ میں نظیر کے جو معنی مراد ہیں اس معنی کا کوئی ایسا وجود قطعاً ممکن ہے جسے سرکار کی نظیر کے معنی پہنائے جاسکیں لیکن وہ اپنے میں اس کے اظہار و اعلان کی جرأت نہیں پاتے کیونکہ ان کے سامنے ان کے اسلاف کا وہ گھناؤنا کردار ہے جو انہوں نے ایمان و یقین کی قربانی دے کر ادا کیا ہے۔ اسی کردار کی لاج رکھنے کے لیے یہ لوگ تمام اسلامی برادری کے احساسات کو پامال اور جذبات کو مجروح تو کر سکتے ہیں مگر یہ برداشت نہیں کر سکتے کہ ان کے اسلاف کی سادھ پر کسی قسم کی آنچ آجائے۔

یہی وجہ ہے کہ "امتناع نظیر" کا مسئلہ جو قطعاً واضح اور بدیہی ہے آئے دن مبہم اور نظری ہوتا جا رہا ہے اور یہ لوگ اپنی آبرو کی سلامتی کے لیے طرح طرح کے شکوک و شبہات پیدا کرتے جا رہے ہیں۔ آئیے پہلے آپ نظیر کے معنی سمجھ لیں تاکہ اریتاب و تشکیک کے

دھند لکوں سے آپ کا ذہن محفوظ رہے۔

اس متنازعہ فیہ مسئلہ میں نظیر کے معنی ہیں سرکار کے سوا ایک ایسا وجود جو تمام اوصاف میں سرکار کا شریک و سہم ہو۔ مثلاً آپ نبی ہیں تو وہ بھی نبی ہو، آپ رسول ہیں تو وہ بھی رسول ہو، آپ خاتم النبیین ہیں تو وہ بھی خاتم النبیین ہو، آپ اول مخلوقات ہیں تو وہ بھی اول مخلوقات ہو، آپ اول شافع ہیں تو وہ بھی اول شافع ہو، آپ افضل رسل ہیں تو وہ بھی افضل رسل ہو، آپ سید کونین ہیں تو وہ بھی سید کونین ہو وغیر ذالک۔

نظیر کے معنی تشریح سے صاف ظاہر ہے کہ نظیر بایں معنی اسی وقت ممکن ہو سکتی ہے جبکہ سرکار کے تمام اوصاف میں کم از کم دوئی ممکن ہو، محال نہ ہو یعنی سرکار کا ہر ہر وصف ایسی کلی ضرور ہو جو نفس الامر میں شرکت کا احتمال رکھے تاکہ اس کلی کے افراد ممکنہ باہم ایک دوسرے کی نظیر ہو سکیں مثلاً سرکار کی ایک صفت ہے نبوت جو کلی ہے اس کے ایک فرد حضور ہیں اور دوسرے افراد انبیاء سابقین ہیں اسی لیے ہر نبی صفت نبوت میں دوسرے نبی کی نظیر ہیں۔

اور اگر بعض اوصاف ایسے ہوں جن میں دوئی قطعاً ممکن نہ ہو تو نظیر ممکن نہیں بلکہ محال بالذات ہوگی۔ عالم اسلام کا کون ایسا شخص ہے جو نہیں جانتا کہ خاتم النبیین، اول مخلوقات، اول شافع، اول مشفع یہ وہ القاب و خطابات ہیں جو سرکار کی ذات سے مخصوص ہیں اور کوئی ہوش مند اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کر سکتا کہ یہ وہ اوصاف ہیں جن میں دوئی قطعاً ممکن نہیں بلکہ محال بالذات ہے۔ اگر اس میں آپ کو کوئی شبہ ہو تو پہلے مناطقہ کی ایک حث ذہن نشین کر لیں جو انہوں نے کلی اقسام کے سلسلہ میں کی ہے۔ علماء منطق نے کلی کی افراد کے وجود کے اعتبار سے چند قسمیں بیان کی ہیں۔

- ۱۔ ایسی کلی جس کے سارے افراد محال بالذات ہوں۔ جیسے شریک باری
- ۲۔ ایسی کلی جس کے سارے افراد ممکن ہوں مگر ایک فرد بھی پایا نہ جاتا ہو۔ جیسے عنقاء
- ۳۔ ایسی کلی جس کا ایک ہی فرد پایا جائے باقی افراد محال بالذات ہوں۔ جیسے واجب الوجود۔

۴۔ ایسی کلی جس کے سارے افراد ممکن ہوں مگر صرف ایک فرد پایا جائے۔ جیسے سورج۔

۵۔ ایسی کلی جس کے افراد کثیرہ موجود ہوں مگر متناہی ہوں۔ جیسے سنی رسالہ۔

۶۔ ایسی کلی جس کے افراد کثیرہ موجود ہوں اور غیر متناہی ہوں۔ جیسے معلومات باری تعالیٰ۔

کلی کی ان تمام قسموں میں تیسری قسم ایسی ہے جو ایک ہی فرد میں منحصر ہوتی ہے یعنی ایک فرد کے علاوہ اس کے تمام افراد محال بالذات ہوتے ہیں۔ خاتم النبیین وغیرہ کلی کی اسی تیسری قسم میں داخل ہیں یعنی ان کے ایک ہی فرد کا وجود ہو سکتا ہے اس میں دوئی کی قطعاً گنجائش نہیں ورنہ خاتم النبیین، خاتم النبیین اور لول مخلوقات، اول مخلوقات نہ رہے گا اور خاتم النبیین کا خاتم النبیین اور لول مخلوقات کا اول مخلوقات نہ ہونا محال بالذات ہے اس لیے ان اوصاف میں دوئی بھی محال بالذات ہوگی، جب دوئی محال بالذات ہوگی تو ایک فرد کے علاوہ ان کے سارے افراد محال بالذات ہوں گے اور جب سارے افراد محال بالذات ہوں گے تو نظیر بھی لامحالہ محال بالذات ہوگی۔

مزید وضاحت کے لیے یوں سمجھئے کہ اگر سرکار کے علاوہ کوئی دوسرا وجود سرکار کی نظیر تسلیم کر لیا جائے تو دو حال سے خالی نہیں۔ وہ وجود خاتم النبیین ہو گیا یا نہیں اگر نہیں تو خاتم النبیین کا انحصار ایک فرد میں لازم آیا اور اگر وہ وجود خاتم النبیین ہو تو اس تقدیر پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاتم النبیین ہوں گے یا نہیں.....؟ اگر نہیں تو پھر بھی خاتم النبیین کا انحصار ایک فرد میں لازم آیا اور اگر دونوں خاتم النبیین مانے جائیں تو دونوں ساتھ ساتھ ہوں گے یا یکے بعد دیگرے اگر ساتھ ساتھ ہوں تو چونکہ دونوں میں معیت پائی گئی اس لیے دونوں میں سے کسی پر خاتم النبیین کا اطلاق درست نہ ہو گا اور اگر یکے بعد دیگرے ہوں تو یہ دوسرا وجود سرکار کے بعد ہو گا یا پہلے اگر بعد کو ہو تو سرکار خاتم النبیین نہ ہوں گے اور اس کا انحصار ایک فرد میں لازم ہو گا اور اگر پہلے ہو تو یہ دوسرا وجود خاتم النبیین نہ ہو گا۔ اور اس صورت میں بھی خاتم النبیین کا انحصار ایک فرد میں لازم ہو گا۔ اس تمام بحث کا حاصل یہ ہے کہ خاتم النبیین کا صرف ایک ہی فرد پایا جاسکتا ہے۔ اس کے علاوہ اس کے تمام افراد قطعاً غیر ممکن اور محال

بالذات ہیں کیونکہ اگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علاوہ دوسرا خاتم النبیین مانا جائے تو اس کا وجود اس کے عدم کو مستلزم ہو گا اور وہ متناقض امور کا مصداق ہو جائے گا یعنی وہ خاتم بھی ہو گا اور خاتم نہیں بھی ہو گا اور چونکہ متناقض امور کا مصداق محال بالذات ہے اس لیے حضور کی نظیر بھی محال بالذات ہوگی۔

بعینہ کی دلیل لول مخلوقات، اول شافع، اول مشفع وغیرہ اوصاف میں بھی جاری ہے۔ یعنی یہ اوصاف بھی خاتم النبیین کی طرح دوئی کے حامل نہیں اور ان اوصاف کی بھی نظیر متمنع بالذات ہے۔

ممکن ہے آپ کے ذہن میں یہ شبہ پیدا ہو کہ جب خاتم النبیین کا ایک فرد ممکن ہے تو دوسرا فرد بھی ممکن ہونا چاہیے تو اس کے ازالہ کے لیے یہ سمجھ لینا ضروری نہیں کہ کسی کلی کا ایک فرد جیسا ہو اس کے دوسرے افراد بھی دیے ہی ہوں۔ واجب الوجود ایک کلی ہے جس کا ایک فرد ذات باری تعالیٰ واجب ہے لیکن اس کے دوسرے افراد واجب نہیں بلکہ متمنع بالذات ہیں اسی طرح ارتفاع امرین کا ایک فرد ارتفاع ضدین ممکن ہے لیکن دوسرا فرد ارتفاع تضادین محال بالذات ہے یوں ہی اجتماع امرین کا ایک فرد اجتماع متوافقیین ممکن ہی نہیں بلکہ واقع ہے لیکن دوسرا فرد یعنی اجتماع تضادین محال بالذات ہے بعینہ اسی طرح خاتم النبیین اور دوسرے اوصاف نہ کوہ کا حال ہے کہ اس کا ایک فرد تو ممکن ہے لیکن دوسرے افراد محال بالذات ہیں۔ اس وضاحت سے یہ شبہ بھی زائل ہو گیا کہ ”ہر ممکن کی نظیر ممکن اور مقدور ہوتی ہے“ اس لیے کہ ابھی آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ بہت سی ایسی کلی ہیں جن کا ایک فرد واجب، واجب یا ممکن ہے مگر دوسرے افراد محال بالذات اور غیر مقدور ہیں۔

ہو سکتا ہے کہ کوئی صاحب اپنے مخصوص لب و لہجہ میں آپ سے یہ فرمائیں کہ جناب اللہ صاحب تو فرماتے ہیں :

إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ اللہ ہر چیز پر قادر ہے

تو اللہ صاحب سرکار کی نظیر و شیل پیدا کرنے پر کیوں نہ قادر ہوں گے.....؟ تو

آپ ان کو بتائیں کہ عقیدہ کی تمام کتابوں میں یہ مضر ہے کہ مصححات اور واجبات باری تعالیٰ کے زیر قدرت نہیں صرف ممکنات زیر قدرت ہیں اس لیے کہ زیر قدرت جو امور ہوتے ہیں یا تو من جہتہ الایجاد ہوتے ہیں یا من جہتہ الاعدام اور مصححات اگر من جہتہ الایجاد زیر قدرت مانے جائیں تو وہ مصححات نہیں رہیں گے بلکہ ممکن ہو جائیں گے اور اگر من جہتہ الاعدام مانے جائیں تو تحصیل حاصل لازم آئے گی اور یہ دونوں محال ہیں۔ و بعکہ بحری فی الواجب۔

علاوہ ازیں اگر مصححات تحت قدرت ہوں گے تو دو حال سے خالی نہیں یا تو کل مصححات تحت قدرت ہوں گے یا بعض ہوں گے اور بعض نہیں۔ دوسری صورت میں ترجیح بلا مرجح لازم آئے گی جو باطل ہے اور پہلی صورت میں عدم واجب الوجود بھی تحت قدرت ہوگا اور جب واجب الوجود کا عدم تحت قدرت ہوگا تو واجب الوجود، واجب الوجود نہیں رہے گا۔ جو بالکل محال بالذات ہے۔

یہ بات اچھی طرح ذہن میں رکھنی چاہیے کہ مصححات اگر تحت قدرت داخل نہیں تو اس سے باری تعالیٰ کا عجز لازم نہیں آتا اور نہ قدرت کی کمزوری ظاہر ہوتی ہے کیوں کہ مصححات میں یہ صلاحیت ہی نہیں کہ وہ تحت قدرت داخل ہوں بلکہ قدرت کا کمال یہی ہے کہ تمام مصححات دائرہ قدرت سے باہر ہوں جس طرح آپ خوشبو کو دیکھ نہیں سکتے تو اس سے یہ نہیں سمجھا جائے گا کہ آپ کی نگاہ کمزور ہے بلکہ یہی کہا جائے گا کہ خوشبو میں یہ صلاحیت ہی نہیں کہ وہ دیکھی جائے۔ اسی طرح اگر سرکار کی نظیر و مثل تحت قدرت نہ ہو تو اس سے قدرت مطلق کا عجز ثابت نہ ہوگا بلکہ ہر ہوش مند یہی کہے گا کہ اس میں تحت قدرت ہونے کی صلاحیت ہی نہیں ہے۔

(مولانا خواجہ مظفر حسین پورنوی)

مولوی اسماعیل دہلوی کی کتابوں کے متعلق چند اشارات

مولوی محمد اسماعیل دہلوی جن کی کتابیں تقویۃ الایمان، صراط مستقیم اور رسالہ میکروزی وغیرہ ان کے موافقین اور مخالفین میں اس طرح مشہور ہیں کہ ایک طرف مولوی اسماعیل اور ان کی کتابیں ان کے موافقین سے خرچ تحسین و آفرین وصول کر رہی ہیں تو دوسری طرف ان کے مخالفین جو حد و شمار سے باہر ہیں ان کی طرف سے مولوی اسماعیل اور ان کی کتابیں لعن و طعن بلکہ کفر کے فتوے سن رہی ہیں۔

موافقین میں ہندوستان کی دو جماعتیں ہیں، ایک دیوبندی، دوسری غیر مقلد۔ یہ دونوں جماعتیں مولوی اسماعیل صاحب دہلوی کی مدح سرائی میں ان کی کتابوں کی حقانیت نوازی کا عجیب انداز میں ذکر کرتی ہیں۔ دیوبندی جماعت جو حقیقت اور تقلید کی مدعی ہے وہ مولوی اسماعیل دہلوی کو حنفی اور مقلد ثابت کرنے میں ایڑی چوٹی کا زور لگاتی ہے۔ جب کہ غیر مقلدین مولوی اسماعیل کو تقلید شخصی کا منکر اور اپنی طرح غیر مقلد (اہل حدیث) ثابت کرتے ہیں اور ان ایک کیے دیتے ہیں یعنی موافقین میں ایک طرح کی جماعت مولوی اسماعیل کو مقلد اور حنفی ثابت کر کے حنفیوں میں ان کو مقبول بنا کر ان کی کتابوں کو حنفی مسلک کی کتابیں باور کرا رہی ہے اور غیر مقلدین اس کوشش میں ہیں کہ مولوی اسماعیل کی حق پرستی اور ان کی کتابوں کی حقانیت نوازی اس جہت سے ثابت ہو کہ وہ اصل میں غیر مقلد تھے۔ بہر حال یہ دونوں جماعتیں مولوی اسماعیل کو اپنے اپنے مسلک کا ثابت کرتے ہوئے ایک متفقہ بات یہ ثابت کرنے میں لگی ہوئی ہیں کہ مولوی اسماعیل حق پرست تھے اور ان کی کتابیں ہر جہت سے حق پرستی پر مبنی ہیں۔

مخالفین میں مسلمانوں کی ایک مشہور جماعت جو میلاد و قیام اور نیاز و فاتحہ وغیرہ کے جواز کی قائل ہے۔ وہ مولوی اسماعیل اور ان کی مذکورہ بالا کتابوں سے سخت بیزاری کی وجہ یہ ہے کہ وہ ان کتابوں میں ایسی دلخراش باتیں پاتے ہیں جن کو کوئی مسلمان ایک لمحہ کے لیے

برداشت نہیں کر سکتا۔

موافقین جب مولوی اسماعیل صاحب کی کتابوں کی طرف سے صفائی دیتے ہیں تو ان کی زبان و قلم سے کچھ ایسی باتیں بھی نکلتی ہیں جن سے کم از کم اتنا ضرور ثابت ہوتا ہے کہ مولوی اسماعیل صاحب کی یہ کتابیں موافقین ہی کے بیان کے مطابق سقم سے خالی نہیں مثلاً تقویۃ الایمان کی طرف سے صفائی دیتے ہوئے ایک صاحب نے یوں تحریر فرمایا ہے کہ :

"اصل میں تقویۃ الایمان وغیرہ کتابوں کے لب و لہجہ میں اس وجہ سے تھوڑی سختی آگئی ہے کہ جس وقت مولوی اسماعیل صاحب نے یہ کتابیں لکھی ہیں اس وقت دہلی اور اطراف دہلی کے مسلمان شرک و بدعت میں مبتلا تھے اور اولیاء و انبیاء کے بارے میں اپنے عقیدوں میں بہت غلو کر گئے تھے۔ چنانچہ لوگ ولیوں کو بڑھا کر نبی بنا دیتے تھے اور نبیوں کو بڑھا کر خدا تک پہنچا دیتے تھے لہذا ایسے غالی اور بد عقیدہ مسلمانوں کی اصلاح ہدایت کے لیے مولوی اسماعیل صاحب اپنی کتابوں میں تلخ کلامی کا شکار ہو گئے۔ یعنی ان کے قلم سے نامناسب الفاظ نکل گئے۔"

اس قسم کا اعتراف بھرت آپ موافقین کی زبان و قلم سے پائیں گے۔ اس سلسلہ میں آپ کی توجہ ماہنامہ تجلی دیوبند کے پرانے فائلوں کی طرف مبذول فرمائیں۔ بہر حال تقویۃ الایمان وغیرہ کی عبارتیں حد کفر تک نہ بھی پہنچی ہوں تو کم از کم کتابوں کے موافقین یعنی ان کتابوں کو حقانیت نواز ثابت کرنے والے اتنا ضرور تسلیم کرتے ہیں کہ مولوی اسماعیل دہلوی کی یہ کتابیں روح فرساح تک سخت بیانی میں ملوث ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ اگر بالفرض مولوی اسماعیل صاحب دہلوی نے دہلی کے بدعتیوں کی بدعات اور غالی مسلمانوں کی گمراہیوں سے کڑھ کر یہ کتابیں لکھیں اور سخت لب و لہجہ اختیار کیا تو انہوں نے یہ ظلم کیوں کیا کہ جائے اس کے کہ وہ مجرموں کو سزا دیتے، بے خطاؤں کو سزا دینے لگے۔ میری مراد اس سے یہ ہے کہ جو مسلمان بقول دیوبندی وغیرہ مقلدین حضرات انبیاء کو بڑھا کر خدا تک پہنچاتے تھے اور ولیوں کو اٹھا کر نبیوں کے مقام پر بٹھاتے تھے تو مجرم یہ

مسلمان تھے یا انبیاء و اولیاء.....؟ ظاہر ہے کہ مجرم یہ گمراہ مسلمان تھے نہ کہ انبیاء و اولیاء، سزا گمراہ مسلمانوں کو ملنی چاہیے نہ کہ انبیاء و اولیاء کو، لیکن آپ تقویۃ الایمان وغیرہ کا مطالعہ کریں گے تو آپ کو یہ حقیقت تسلیم کرنی پڑے گی کہ مولوی اسماعیل نے گمراہ مسلمانوں کی گردن نہیں ماری بلکہ اولیاء و انبیاء پر سب و شتم کیا ہے۔

دراصل مولوی اسماعیل اپنے اصلاحی قدم کے اٹھانے میں اپنے سخت قسم کے غصہ کا شکار تھے، اس لیے انہوں نے مسلمانوں کی اصلاح اس میں سمجھی کہ یہ گمراہ مسلمان انبیاء و اولیاء کو جتنا حد سے بڑھا کر گمراہ ہو رہے ہیں لہذا انبیاء و اولیاء کو اتنا ہی ان کے مرتبہ سے گراؤ تاکہ مسلمان حد اعتدال پر آجائیں۔ دراصل مولوی اسماعیل کی یہی ناپاک ذہنیت تھی جس نے اپنی کتابوں کے ذریعہ گمراہی کے ایسے ایسے فتنے اٹھائے کہ الامان والحفیظ۔

بعض موافقین نے تقویۃ الایمان کی طرف سے صفائی دیتے ہوئے یہ بات بھی لکھی ہے کہ دراصل کتاب تقویۃ الایمان فارسی زبان میں لکھی گئی تھی۔ بعد میں کسی نے اس کا اردو میں ترجمہ کیا ہے اس صفائی کا مقصد یہ ہے کہ اصل میں مولوی اسماعیل قصور وار نہیں ہیں بلکہ تقویۃ الایمان کا ترجمہ کرنے والا مجرم ہے۔ یہ بات مولوی عبدالشکور صاحب مرزا پوری نے تقویۃ الایمان کی طرف سے صفائی دینے میں کہی ہے۔

میں کہتا ہوں کہ تھوڑی دیر کے لیے اگر یہ بات مان لی جائے کہ اصل کتاب تقویۃ الایمان فارسی میں ہے تو یہ فارسی زبان والی تقویۃ الایمان ہندوستان کے کسی بھی گھر میں کوئی بھی ایک نسخہ موجود نہیں ہے اگر ہے تو نکال کر دکھاؤ۔

دوسرے یہ کہ اگر بالفرض یہ تقویۃ الایمان کی بے ہودگیاں اردو ترجمہ کرنے والے کی بے ہودگیاں ہیں تو مولوی عبدالشکور صاحب مرزا پوری کی طرح سب کے سب صفائی دینے والے اس بات کو کیوں نہ ایک زبان ہو کر تسلیم کر لیں کہ یہ اردو تقویۃ الایمان کی بے ہودگیاں ترجمہ کرنے والے کی بے ہودگیاں ہیں نہ کہ مولوی اسماعیل صاحب کی۔

مولوی اسماعیل صاحب نے جہاں اپنی کتابوں کے سلسلہ میں بہت سے ظلم

ڈھائے ہیں وہاں ایک بڑا ظلم یہ کیا ہے کہ وہ آیات قرآنی جو یہودیوں اور نصاریٰ کی بات پرستوں کی مذمت میں نازل ہوئیں ان آیتوں کو مسلمانوں کے کچھ اعمال میں کھینچ تان کر گمراہی کا پہلو نکالا اور پھر بے دھڑک یہود و نصاریٰ اور بت پرستوں کے حق میں نازل شدہ آیات مسلمانوں کے حق میں اپنی کتابوں میں لکھ کر اور نہایت بے باکی کے ساتھ وہ سارے احکام جو یہودیوں وغیرہ کے حق میں ہیں مسلمانوں پر چسپاں کر دیں۔ اس طرح کے وہ مظالم ہیں جن کے تحت مولوی اسماعیل صاحب کی کتابیں مسلمانوں کے حق میں ہلا کو خان بن کر رہ گئیں ہیں۔

(مولانا قاری محمد عثمان صاحب اعظمی)

تقویۃ الایمانی توحید کا تنقیدی جائزہ

ادارہ پاسبان کے اراکین کورب کریم دارین میں جزائے خیر عطا فرمائے کہ یہ حضرات عوام اہلسنت کے ایمان و اعتقاد کے تحفظ کی خاطر وقتاً فوقتاً رسائل و کتب شائع کرتے رہتے ہیں۔ چنانچہ اس حمایت حق کے جذبہ اخلاص سے سرشار ہو کر یہ پاسبان علامہ نظامی کا ایک مطبوعہ خط مع ایک فرست خاکسار کے نام پہونچا جس میں ماہنامہ "پاسبان" کے "عقائد نمبر" کے لیے قلم کاروں کے نام اور ان کے عنوانات تحریر متعین ہیں۔ میرے لیے عنوان تحریر "تقویۃ الایمانی توحید کا تنقیدی جائزہ" منتخب کیا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کسی سنی اہل قلم کے لیے اس موضوع پر کچھ لکھ دینا کوئی مشکل امر نہیں کیونکہ مذہبیت کی تاریخ میں "تقویۃ الایمان" سے زیادہ بے سروپا، غلط اور من گھڑت شاید ہی کوئی کتاب لکھی گئی ہو۔ حق تو یہ ہے کہ اس تصنیف کثیف کو سرچشمہ ضلالت ہونے کی وجہ سے دنیا کے وہابیت میں مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ اسی لیے اس کتاب کے رد میں اکابر علماء اہل سنت اس قدر لڑ پڑ فرماہم کر

رہے ہیں کہ دنیا میں کسی غلط کتاب کے کسی زمانے میں بھی شاید ہی اتنا رد لکھا گیا ہو۔ میری دانست میں "تقویۃ الایمان" کی رد میں جتنی بھی کتابیں لکھی گئی ہیں ان میں حضرت صدر الافاضل قدس سرہ العزیز مراد آبادی کی تصنیف لطیف "الطیب البیان" سب سے عمدہ اور جامع رو ہے۔ جس پر اضافہ کی امید نہیں کی جاسکتی ہے۔ ساتھ ہی حضرت امام اہل سنت اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی "تقویۃ الایمان"، "تذکیر الاخوان"، "صراط مستقیم" اور اس قبیل کی دیگر کتابوں کا رد اپنی بیشتر تصانیف کے ذریعہ اتنے شاندار اور سہل انداز میں لکھ دیا ہے کہ علمائے متاخرین کو کوئی دقت اور عرق ریزی کی ضرورت نہیں ہوگی۔ اعلیٰ حضرت نے اپنے جن متعدد رسائل میں "تقویۃ الایمان" کے ہدیائی مصنف کی مجنونانہ عبارتوں کی دھجیاں بکھیری ہیں۔ ان میں "الامن والعلی"، "الکوکبۃ الشہابیہ" اور "سل السیرف للہدیہ" وغیرہ کے نام خاص طور پر قلیل ذکر ہیں۔

بہر حال میں چاہتا ہوں کہ نہایت ایجاز و اختصار کے ساتھ "تقویۃ الایمانی" دعویٰ توحید اور ان دعویوں پر اس کے قرآنی دلائل کا تجزیہ کر کے ایمان و سلامتی کی راہ نکالنے کی کوشش کروں۔ اللہم ہدایت الحق و الصواب۔

"تقویۃ الایمان" مطبوعہ کتب خانہ اعزازیہ صفحہ ۵ کا پہلا باب توحید و شرک کے بیان میں ہے۔ اس داستان کا آغاز اس طرح ہوتا ہے:

اول سننا چاہیے کہ شرک لوگوں میں بہت پھیل رہا ہے اور اصل توحید نایاب مگر اکثر لوگ شرک و توحید کے معنی نہیں سمجھتے اور ایمان کا دعویٰ رکھتے ہیں حالانکہ شرک میں گرفتار ہیں۔

اس عبارت کے تیور ملاحظہ فرمائیے۔ سامع پر ایک ضرب پڑتی ہے۔ قاری کے ذہن پر یہ اثر مرتب ہوتا ہے کہ آج مصنف کتاب شرک و توحید کا معنی سمجھا کر ہی رہے گا۔ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی الگ کر دے گا مگر افسوس :-

خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا

کے بموجب شرک و توحید کے معنی کی وضاحت تو کجا اپنی دیرینہ عادت یادہ گوئی کے سوا کوئی با وزن اور مدلل بات نہیں کہہ سکا..... اب دوسرا نمونہ دیکھئے :

"سولول معنی شرک اور توحید کا سمجھنا چاہیے تاہم الائی اور بھلائی ان کی قرآن و حدیث سے معلوم ہو "

یہاں بھی شرک و توحید کی وضاحت نہیں ہو سکی۔ لغوی و شرعی کوئی معنی بیان نہیں کیا گیا اور محض "سمجھنا چاہیے" کہہ کر آگے بڑھ گئے..... تیسرا نمونہ ملاحظہ ہو :

سننا چاہیے کہ اکثر لوگ پیروں کو اور پیغمبروں کو اور اماموں کو اور شہیدوں کو اور فرشتوں کو اور پیروں کو مشکل کے وقت پکارتے ہیں اور ان سے مرادیں مانگتے ہیں۔ غرض یہ کہ جو کچھ ہندو اپنے ہوں سے کرتے ہیں سو وہ سب کچھ یہ جھوٹے مسلمان انبیاء اور اولیاء سے اور اماموں اور شہیدوں سے اور فرشتوں اور پیروں سے کر گزرتے ہیں اور دعویٰ مسلمانی کا کیے جاتے ہیں..... سبحان اللہ! یہ منہ اور یہ دعویٰ سچ فرمایا ہے اللہ صاحب نے سورہ یوسف میں مَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ (ترجمہ) اور نہیں مسلمان ہیں اکثر لوگ مگر کہ شرک کرتے ہیں۔ یعنی اکثر لوگ جو دعویٰ ایمان کا رکھتے ہیں سو وہ شرک میں گرفتار ہیں۔

سطور بالا پر محض ایک طائرانہ نظر ڈال لے اور مسلمانوں کو جھوٹا مسلمان کہنے والے اس جھوٹے سے پوچھئے کہ ہندو تو اپنے ہوں کو معبود سمجھ کر سر اطاعت خم کرتے ہیں اور ان سے عقیدت و نیاز مندی کا اظہار کرتے ہیں۔ کیا مسلمان بھی اپنے انبیاء، اولیاء، آئمہ، شہداء، فرشتوں اور پیروں کو انہیں کافروں کی طرح معبود و معبود سمجھتے ہیں اور ان کی ربوبیت و الوہیت کا صنم تراش کر اپنی آستینوں میں چھپائے پھرتے ہیں۔ اگر ایسا ہے تو مصنف تقویۃ الایمان شاہ اسماعیل دہلوی پر لازم تھا کہ وہ دلائل و شواہد کی روشنی میں گفتگو کرتے کہ فلاں فلاں مقام کے فلاں فلاں مسلمان پیرو پیغمبر کی الوہیت کے قابل ہیں اور جب حقیقت حال یہ

نہیں ہے اور ہرگز نہیں ہے تو پھر مصنف کا استدلال شدید غلط فہمی اور سنگین ضلالت پر مبنی نہیں تو اور کیا ہے.....؟

پھر مزید دیدہ دلیری یہ دیکھئے کہ اپنے مخالفانہ استدلال کے لیے انہوں نے سورہ یوسف کی آیت پاک..... وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ..... نقل کی جس کا ترجمہ تک صحیح نہیں کر سکے۔ ان کا ترجمہ ہے..... "اور نہیں مسلمان ہیں اکثر لوگ مگر کہ شرک کرتے ہیں"..... اس لاغی مصنف کے نزدیک گویا یہ آیت جس وقت نازل ہوئی اس وقت کے مسلمان "یا غوث، یا خواجہ، یا علی، یا حسین، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نعرہ مستانہ مارتے تھے۔ انہیں کو شرک کہنے کے لیے یہ آیت اتری ہے۔ حالانکہ یہ آیت جس وقت اتری ہر طرف لات و عزیزی کی خدائی کا دور دورہ تھا۔ کفار مکہ اللہ کے وجود پر یقین ضرور رکھتے تھے مگر اس کے ساتھ ساتھ وہ خود تراشیدہ خدوں کا بطل کو بھی اللہ تعالیٰ کی الوہیت میں شریک گردانتے تھے۔ اس جگہ..... مَا يُؤْمِنُ..... ایمان شرعی کے معنی میں مستعمل نہیں ہے بلکہ ایمان لغوی کے معنی میں مستعمل ہوا ہے۔ ایمان کے لغوی معنی کسی چیز کا یقین رکھنا ہے اور بلاشبہ اہل مکہ وجود باری تعالیٰ پر ایمان رکھتے تھے مگر اس کے ساتھ اپنے بے شمار معبودوں کو بھی اللہ کی الوہیت میں شریک سمجھتے تھے۔ اسی حقیقت حقہ کے اظہار کے لیے ارشاد خداوندی ہے کہ :

"کافروں میں اکثر آدمی اللہ کا یقین نہیں رکھتے مگر اس حال میں کہ شرک کرتے ہیں" میرے اس نظریے کی تصدیق مزید کے لیے جلالین کی یہ عبارت ملاحظہ ہو :

و ما اکثر الناس (ای اہل مکہ) وَلَوْ حَرَصْتَ عَلَىٰ اِيْمَانِهِمْ بِمُؤْمِنِينَ اور نہیں ہیں اکثر آدمی یعنی اہل مکہ ایمان لانے والے اگرچہ اے حبیب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) آپ کو ان مبینوں کے ایمان لے آنے کی شدید بے تابی و قلبی خواہش ہے۔

اسی آیت کریمہ کے تھوڑے فاصلے پر وہ آیت ہے جس کو صاحب "تقویۃ الایمان" نے

مسلمانوں کو مشرک بنانے کے لیے نقل کی ہے اور اس کا غلط من گھڑت ترجمہ بھی کیا ہے جس کے ثبوت میں جلالین شریف کی تفسیری عبارت نقل کی جاتی ہے :

مَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللَّهِ حَيْثُ يَقْرُونَ بَآئِهِ الْخَالِقِ الرِّزَاقِ لَا وَهُمْ مُشْرِكُونَ
بِهِ بِعِبَادَةِ لِلْأَصْنَامِ وَ لَٰذَا كَانُوا يَقُولُونَ فِي تَلْبِيَتِهِمْ لَيْلِكَ لَا شَرِيكَ
لَكَ لَيْلِكَ لَا شَرِيكَ لَكَ إِلَّا شَرِيكَاهُ لَكَ تَمْلِكُهُ وَ مَا مَلِكُهُ يَعْنُونَهَا
”بت پرستوں کی غالب اکثریت اللہ تعالیٰ کی خالقیت و رزاقیت کا اقرار تو ضرور
کرتی ہے مگر اس کے ساتھ دوسروں کو بھی خدا کی خدائی میں شریک کر لیتی ہے
اور اس شرک کی صورت یہ ہے کہ وہ اصنام کی پرستش کرتے ہیں۔ اسی لیے کفار
مکہ ایام جاہلیت میں حج کے مواقع پر اپنے تلبیہ میں کہتے تھے ”اے رب میں
حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں، اے خدا میں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک
نہیں مگر وہ شریک جو تیرے لیے مخصوص ہیں تو ان شریکوں کا مالک ہے اور ان
چیزوں کا بھی جس کے وہ مالک ہیں۔“

ظاہر ہے کہ کفار کی مراد ان شریکوں سے بت ہوتی ہے۔ اس دو ٹوک اور غیر مبہم
حقیقت کے باوجود صاحب ”تقویۃ الایمان“ نے کس ڈھٹائی اور تاراجی سے کام لے کر
مسلمانوں کو مشرک بنانے کے لیے قرآن پاک کی آیت کا من گھڑت ترجمہ کر کے شرک کو
مسلمانوں پر منطبق کر دیا۔ خداوند کریم ایسے ناخدا ترسوں کے مکرو فریب سے مسلمانوں کو
محفوظ رکھے۔ آمین

اب صاحب تقویۃ الایمان کی حسب ذیل عبارت پڑھیے اور اس حوالہ آیات قرآنی
کی صحت کا دلچسپ منظر دیکھیے اور مصنف کے جذبہ تحریف کی داد دیجئے :
”رسول کا کلام تحقیق کر لیتے تو سمجھ لیتے کہ پیغمبر خدا ﷺ کے سامنے بھی کافر لوگ ایسے ہی
باتیں کہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی ایک نہ مانی اور ان پر غصہ کیا اور ان کو جھوٹا بتایا چنانچہ سورہ
یوسف میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے : يَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَ

يَقُولُونَ هُمُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُمْ قُلْ أَتُنْبِئُونَهُ اللَّهُ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمُوتِ وَلَا
فِي الْأَرْضِ سُبْحَانَهُ وَ تَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُونَ ط

(تقویۃ الایمان، مطبوعہ کتب خانہ اعزازیہ دیوبند صفحہ ۶)

ہم پوری دنیائے وہابیت کو چیلنج کرتے ہیں کہ آیت بالا سورہ یوسف میں دکھا دے
تو جانیں جو شخص نقل حوالہ میں اتنی غیر ذمہ دارانہ ذہنیت کو راہ دے سکتا ہے اس سے بیان
مطالب اور استنباط نتائج میں کسی دیانت کی کب امید کی جاسکتی ہے؟ بہر حال یہ آیت پاک
سورہ یونس میں ہے جس کا ترجمہ درج ذیل ہے :

”اور اللہ کے سوا ایسی چیز (یعنی بتوں کو پوجتے ہیں جو ان کا کچھ بھلا نہ کرے اور
نہ کچھ ضرر پہنچائے اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے یہاں ہمارے سفارشی ہیں یعنی
دنیاوی امور میں۔ کیونکہ مرنے کے بعد آخرت میں اٹھنے کا تو وہ اعتقاد ہی نہیں
دیتے۔ تم فرماؤ کیا اللہ کو وہاں مانتے ہو جو اس کے علم میں نہ آسمانوں میں ہے نہ
زمین میں۔ یعنی اس کا وجود ہی نہیں۔ کیونکہ ہر چیز جو موجود ہے وہ ضرور اس
کے علم میں ہے اسے پاکی اور برتری ہے ان کے شرک سے۔“

پھر میں کرام!

اسماعیل دہلوی نے اپنے گمراہ کن خیالات کے اثبات میں مرقومہ بالا آیات کو پیش
کیا ہے..... ع۔

یہ نئی تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا..... دعویٰ ودلیل میں مطلق کوئی ہم آہنگی اور
مطابقت موجود نہیں..... دعویٰ کچھ دلیل کچھ..... ایسے میں نتیجہ سوائے گمراہی کے اور کیا
ہا تھا آئے گا۔

اسی طرح دعویٰ اور دلیل میں اجنبیت کا دوسرا تماشا صفحہ ۱۹ پر ملاحظہ فرمائیے :-
”وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَىٰ وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنْ يَدْعُوا مِن دُونِ اللَّهِ مَن لَّا يَسْتَجِيبُ
لَهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ وَهُمْ عَن دُعَائِهِمْ غَفِلُونَ ۝“ (پ ۲۶، سورہ احقاف)

”اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے یعنی سورہ احقاف میں اور کون زیادہ گمراہ ہو گا اس شخص سے کہ پکارتا ہے درے اللہ سے ان لوگوں کو کہ نہ قبول کریں گے اس کی بات قیامت کے دن تک اور وہ اس کے پکارنے سے غافل ہیں۔“

یعنی شرک کرنے والے بڑے احمق ہیں کہ اللہ سے قادر و علیم کو چھوڑ کر لوہوں کو پکارتے ہیں کہ لول تو ان کا پکارنا سنتے ہی نہیں اور دوسرے کچھ قدرت نہیں رکھتے۔ اگر کوئی قیامت تک ان کو پکارے تو وہ کچھ نہیں کر سکتے۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ یہ جو بھٹے لوگ اگلے بزرگوں کو دور دور سے پکارتے ہیں اور اتنا ہی کہتے ہیں یا حضرت تم اللہ کی جناب میں دعاء کرو کہ وہ اپنی قدرت سے ہماری حاجت روا کرے اور پھر یوں سمجھتے ہیں کہ ہم نے کچھ شرک نہیں کیا۔ اس واسطے کہ ان سے حاجت نہیں مانگی بلکہ دعاء کروائی ہے سو یہ بات غلط ہے اس واسطے کہ گو اس مانگنے کی راہ سے شرک ثابت نہیں ہوتا لیکن پکارنے کی راہ سے ثابت ہو جاتا ہے کہ ان کو ایسا سمجھو کہ دور سے اور نزدیک سے پکارنا جانتے ہیں جیسا ان کو اس طرح سے پکارا اور حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں فرمایا ہے کہ جو اللہ کے ورے ہیں یعنی مخلوق سو وہ ان پکارنے والوں کے پکارنے سے غافل ہیں۔

سے ہر جگہ "يَدْعُوا" کا ترجمہ "يَعْبُدُوا" کیا گیا ہے اور "يَدْعُونَ يَعْبُدُونَ" کے معنی میں آئے ہیں جس کا بالترتیب ترجمہ ہوگا "عبادت کرتا ہے، پوجتا ہے" یا "عبادت کریں اور پوجیں"۔

یہ میرا دعویٰ محض نہیں بلکہ اس کے بعد کی آیتیں شاہد عدل ہیں کہ آیت زیر
معنی عبادت ہے۔ چنانچہ آیات مالا سے متصل ہی یہ آیت ہے :

پوری آیت کا ترجمہ یہ ہوا کہ :

”اور اس سے بڑھ کر گمراہ کون جو ایسوں کو پوجے جو قیامت تک نہ سنے اور انہیں ان کے پوجے جانے کی خبر تک نہیں اور جب لوگوں کا حشر ہوگا تو بہت اپنے پرستاروں کے دشمن ہوں گے اور ان کی عبادت و پوجا کے منکر ہوں گے۔“

دیکھئے آیت کے شروع میں "يَذْعَبُوا" ہے اور آیت کے آخر میں عبادت ہے۔ گویا عبادت سے "يَذْعَبُوا" کی تفسیر فرمادی گئی..... اس صحیح مطلب کی توثیق مزید کے طور پر جلالین کی یہ عبارت ملاحظہ فرمائیں :

27

الی شیء لیسألونه ابدًا و هم عن دعائهم عبادتهم غفلون لانهم جهاد لا يعقلون و اذا حشر الناس كانوا ای الاصنام لهم لعابديهم اعداء و كانوا بعبادتهم بعبادت عابديهم كفرين جاحدين

دیکھئے یہاں "يَدْعُوا" کا ترجمہ "يَعْبُدُ"، "مِنْ دُونِ اللَّهِ" سے مراد اللہ کے سوا یعنی "اصنام" اور "دعاء" کی تفسیر عبادت کی گئی ہے۔

سورہ احقاف ہی میں اس آیت سے کچھ پہلے ارشاد ربانی ہے..... تفسیر جلالین کے حوالے سے ملاحظہ ہو :

قل ارايتم اخبروني ما تدعون تعبدون من دون الله ای الاصنام مفعول اول اروني اخبروني تاكيد ما ذا خلقوا مفعول ثانی من الارض بيان ام لهم شرك مشاركة في السموات مع الله ام بمعنى همزة انكار ايتوني بكتاب منزل من قبل هذا القرآن او اثره بقیہ من علم یوثر عن الاولین بصحة دعواکم فی الاصنام انها تقرب الی الله ان کنتم صدقین فی دعوایکم

یہاں بھی دیکھئے "يَدْعُونَ" کی تفسیر "تَعْبُدُونَ" اور "مِنْ دُونِ اللَّهِ" کی تفسیر اصنام سے کی گئی ہے اگر اسماعیل نے یہی راہ صواب اختیار کیا ہوتا تو ہر گز دنیا کے دہائے میں شرک کی اتنی گرہبازی نہ ہوتی اور نہ خود تقویۃ الایمان کی تصنیف کی حاجت ہوتی۔

واقعہ یہ ہے کہ اللہ کے ماسوا مخلوق میں کسی کو معبود سمجھ کر پوجا جائے یا اس سے عقیدت و نیاز مندی کا اظہار کیا جائے یقیناً وہ شرک ہو گا اور اس شرک میں زمین، آسمان، جن، فرشتہ، ذی روح، غیر ذی روح، دریا، پہاڑ، درخت، چاند، سورج، مردہ، زندہ، ولی، نبی سب برابر ہیں..... لیکن اللہ کے کسی بندہ مقبول انبیاء و اولیاء سے اس عقیدت کے ساتھ کہ یہ حضرات اللہ کی بخشی ہوئی طاقت و قدرت سے بہرہ ور ہیں۔ استعانت کرنا، اپنی حاجتیں پیش کرنا، ان کے نام سے عرفی منت ماننا، ان کی دہائی دینا، انہیں پکارنا اور ان کی تعظیم و تکریم کرنا ہر گز ہر گز شرک نہیں بلکہ فی نفسہ بالکل جائز و مستحسن ہیں۔ ہاں ان میں سے کسی کو خدا سمجھ کر

اپنا شفیق و دوکیل اور کارساز حقیقی ماننا یقیناً شرک ہے اور قرآن پاک میں جا جا اس مشرکانہ ذہنیت کی مذمت کی گئی ہے اور بت پرستوں کے اسی مزعومہ شفیق اور ولی کا انکار کیا گیا ہے لیکن انصاف شرط ہے۔ کیا دنیا کے کسی مسلمان نے کسی بھی پیرو پیغمبر کو معبود سمجھ کر اپنی مشکل گھڑیوں میں پکارا ہے.....؟ جب حقیقت حال یہ نہیں تو پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ مصنف تقویۃ الایمان کیوں اس قدر شرک کے آزار میں مبتلا ہیں۔

بہر حال تفسیر قرآن کے سلسلے میں مفسرین ایک اصول یہ بیان کرتے ہیں کہ بعض آیتیں بعض آیتوں کی تفسیریں ہوتی ہیں۔ یہی حال ما نحن فیہ کا ہے قرآن حکیم نے کسی جگہ "وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ" کہا ہے تو کہیں ارشاد فرمایا ہے "فَلَا أَعْبُدُ الَّذِينَ تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ" اے غیرہ و هو الاصنام لشککم فیہ ولكن أَعْبُدُ اللَّهَ الَّذِي يَتَوَفَّكُم بِقَبْضِ ارواحکم (سورہ یونس بحوالہ جلالین) اسی مقام پر تھوڑی دور کے بعد ارشاد خداوندی ہے :

"وَلَا تَدْعُ تَعْبُدُ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ اِنْ اَعْبَدْتَهُ وَلَا يَضُرُّكَ اِنْ لَمْ تَعْبُدْ" (جلالین)

خبر فرمائیے اسی سورہ میں ایک جگہ تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ فرمایا گیا ہے اور یہیں تَعْبُدُونَ تَعْبُدُونَ کے ہم معنی ہے۔ اس سیاق نظم قرآنی کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ کہنا نامناسب نہیں کہ بالعموم تَدْعُونَ تَعْبُدُونَ کے مترادف ہے ہاں کچھ ایسے مقامات ضرور ہیں جہاں تَدْعُ وَ تَدْعُونَ پکارنے کے لغوی معنی میں مستعمل ہوئے ہیں اسی طرح غالب و اکثر مواقع پر مِنْ دُونِ اللَّهِ اصنام و اوثان کے معنی میں آئے ہیں لیکن بعض مقامات پر مِنْ دُونِ اللَّهِ اپنے عام لغوی معنی میں مستعمل ہوا ہے جس کے تعین و تشخیص کی ضمانت تفاسیر معتبرہ ہیں انہیں کی روشنی میں چند ایسے مقامات کی نشاندہی کی جاتی ہے جس سے یہ حقیقت واضح تر ہو جائے گی۔

حبیب نجاہ نے اپنی قوم کو جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا :

وَمَا لِيَ لَا أَعْبُدَ الَّذِي فَطَرَنِي وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ۝ أَأَتَّخِذُ مِنْ دُونِهِ إِلَهًا إِنْ يُرِدْنِ

الرَّحْمَنُ بَصُرًا لَا تَعْنِي شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا وَلَا يُنْقِلُون ۝

ترجمہ : "اور مجھے کیا ہے کہ اس کی بندگی نہ کروں جس نے مجھے پیدا کیا اور اسی

کی طرف تمہیں پلٹنا ہے کیا اللہ کے سوا اور خدا ٹھہراؤں یعنی میں کو معبود بناؤں

کہ اگر رحمن میرا کچھ بڑا چاہے تو انہوں کی سفارش میرے کچھ کام نہ آئے اور

نہ وہ بت مجھے چاسکیں۔" (سورہ یاسین شریف، پ ۲۳)

اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ نے ان بت پرستوں اور مشرکوں کا رد فرمایا

ہے جو ان کو اپنا معبود نجات دہندہ اور سفارشی سمجھتے تھے پھر لطف یہ ہے کہ یہ بت بھی خود

ان بت پرستوں کے ہاتھوں کے تراشیدہ ہیں جو بالکل جامد و لایعقل ہیں جو خود عاجز و مجبور ہو وہ

دوسروں کو کیا نفع پہنچا سکتا ہے۔

یہ آیت اور اس قبیل کی دیگر آیتیں جو بت پرستوں کے رد میں نازل ہوئی

ہیں ان کا مسلمانوں کے خالص مومنانہ عقائد سے کیا رشتہ ! مگر تقویۃ الایمان کے ماعاقبت

اندیش معنف نے ان تمام آیات کو مسلمانوں پر چسپاں کر کے شرک کا پرچم دنیائے دہلیت

میں لہرا دیا ہے اور آج اسی کے سائے میں ان کی پوری ذریت معنوی و دہال وہاں ہے۔ بخدا

سوچنے کی بات ہے کہ انبیاء، اولیاء، شہداء و صالحین جنہیں خدائے قادر و قیوم نے بے شمار

انعامات و اکرامات سے نوازا ہے اور جنہیں روحانی تصرفات سے متصف فرمایا ہے یہ کیسے ان

بندگان مقرب کو اللہ نے اپنی نشانیاں اور اسلام کی صداقت کی دلیلیں قرار دی ہیں۔ ان سب

بزرگوں کو بتوں کی صف میں لاکھڑا کرنا اور ان کے نیاز مندوں کو بت پرستوں اور مشرکوں کے

زمرہ میں داخل کرنا کتنی صریح بددیانتی اور سنگین ضلالت ہے۔ مولوی اسماعیل دہلوی اور ان

کے پیش رو آئمہ کفر و ضلالت نے انبیاء و مرسلین اور اولیاء و مشائخ کے دامن تقدس کو جس

طرح تار تار کرنے کی مذموم کوشش کی ہے آج بھی ان کے کچھ مقلدین اسی تیرہ و تاریک

راہ پر گامزن نظر آرہے ہیں۔ مولائے کریم ہر مسلمان کو ان کے کرد و شر سے محفوظ رکھے۔

۲۔ وَأَتَّخِذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ إِلَهًا لَّهُمْ يُنصَرُونَ ۝ لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَهُمْ

وَهُمْ لَهُمْ جُنْدٌ مُحَضَّرُونَ ۝ (سورہ یاسین شریف پ ۲۳، رکوع ۴)

اس آیت پاک کا مطلب خیز ترجمہ یہ ہے کہ :

"اور انہوں نے اللہ کے سوا اور خدا ٹھہرا لیے یعنی بتوں کو پوجنے لگے کہ شاید

ان کی مدد ہو اور مصیبت کے وقت کام آئیں اور عذاب سے چائیں اور ایسا ممکن

نہیں وہ ان کی مدد نہیں کر سکتے کیونکہ بت، جماد، بے جان اور عاجز ہیں اور ان

کے سب لشکر گرفتار حاضر آئیں گے یعنی کافروں کے ساتھ ان کے بت بھی

گرفتار کر کے حاضر کیے جائیں گے اور سب جہنم میں داخل ہوں گے، بت بھی

اور ان کے بھی۔

۳۔ أَحْشَرُوا الَّذِينَ ظَلَمُوا وَأَزْوَاجَهُمْ وَمَا كَانُوا يَعْبُدُونَ ۝ مِنْ دُونِ اللَّهِ

فَأَعْرَضُوا عَنْ صِرَاطِ الْحَنِيمِ ۝ (سورہ الصفت پ ۲۳، رکوع ۱)

یہاں ارشاد ربانی یہ ہے کہ : ہانکو.....! ظالموں اور ان کے جوڑوں کو ("ظالموں"

سے مراد "کافر" ہیں اور ان کے "جوڑوں" سے مراد ان کے شیطان ہیں جو دنیا میں ان کے

جلیس و قریب رہتے تھے۔ ہر ایک کافر اپنے شیاطین کے ساتھ ایک ہی زنجیر میں جکڑ دیا جائے

گا) اور جو کچھ وہ پوجتے تھے۔ اللہ کے سوا بتوں کو ان سب کو راہ و رزخ کی طرف ہانکو۔

یہاں بھی بتوں کی معبودیت کے اعتقاد کا اللہ تعالیٰ نے رد فرمایا ہے۔ اس آیت کو مسلمانوں

کے بزرگوں کے ساتھ نیاز مندانہ طرز فکر سے کوئی نسبت نہیں۔

۴۔ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ أَتَأْتِفُونَ ۝ اتَّبِعُونِ بَعْلًا وَتَذَرُونَ أَحْسَنَ الْخَالِقِينَ ۝

اللَّهُ رَبُّكُمْ وَرَبُّ آبَائِكُمُ الْأَوَّلِينَ ۝ (سورہ الصفت پ ۲۳، رکوع ۳)

ترجمہ : "اور جب حضرت الیاس نے اپنی قوم سے فرمایا کیا تم ڈرتے نہیں اور

تمہیں اللہ تعالیٰ کا خوف نہیں کہ بعل بت کو پوجتے ہو (بعل ان کے بت کا نام تھا

جو سونے کا تھا اس کی لمبائی پچیس گز تھی چار موٹھ تھے اس کی بہت تعظیم کرتے تھے جس مقام پر وہ تھا اس جگہ کا نام بک تھا اسی لیے بعلبک مرکب ہوا۔ یہ بلاد شام میں ہے) اور چھوڑتے ہو سب سے اچھا پیدا کرنے والے کو جو تمہارے اور تمہارے اگلے نیا اجداد کا رب ہے۔"

۵۔ وَ الَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ آلِهَاءَ مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَىٰ (سورہ الزمر پ ۲۳، رکوع ۱)

ترجمہ: اور جنہوں نے اس کے سوا اور والی بنائے یعنی معبود ٹھہرا لیے (مراد ان لوگوں سے مت پرست ہیں) کہتے ہیں یہ تو انہیں یعنی انہیں بھوں کو صرف اتنی بات کے لیے پوجتے ہیں یہ ہمیں اللہ کے نزدیک کر دیں۔

اس آیت کریمہ کو صاحب تقویۃ الایمان نے بھی نقل کیا ہے اور یہ جانتے ہوئے بھی کہ یہ آیت کھلے طور پر بت پرستوں کے عقیدے کے رد کے لیے اتری ہے زبردستی مسلمانوں پر منطبق کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں کافروں کے اس جھوٹے عذر کا رد کیا ہے کہ ہم تو غیر خدا کی پرستش اس لیے کرتے ہیں کہ یہ بت جو ہمارے لولیا ہیں وہ مجھے اللہ کے نزدیک کر دیں گے حالانکہ اللہ سے نصرت حاصل کرنے کے لیے کسی اور کو خدا بنانا اور اس کو پوجنا بالکل لغو اور شرارت کی باتیں ہیں۔

۶۔ قُلِ اللَّهُ أَعْبَدُ مُخْلِصًا لَهُ دِينِي فاعْبُدُوا مَا شِئْتُمْ مِنْ دُونِهِ تم فرماؤ میں اللہ ہی کو پوجتا ہوں خالص اس کا بندہ ہو کر تو تم اس کے سوا جسے چاہو پوجو۔ (سورہ زمر پ ۲۳)

اس آیت مقدسہ میں اللہ عزوجل عبادت کا اختصاص صرف اپنی ذات کریم کے لیے فرما رہا ہے اس لیے اپنے مومن بندوں کو ارشاد فرماتا ہے کہ اعلان کر دو میں صرف خدا کی عبادت کرتا ہوں اور کفار کو بطور تحدید و توحیح کہہ دو کہ تم اللہ کے سوا جسے چاہو پوجو۔ اس کا انجام تم کو قیامت کے دن معلوم ہو جائے گا۔ یہاں اعلان عام ہے اللہ کے سوا نبی، ولی، پیغمبر،

فرشتے، درخت، پتھر، مردے، زندے، دریا، پہاڑ جس کی بھی پوجا کی جائے گی اور اس کو مستحق عبادت سمجھا جائے گا اور اس کو واجب الوجود اور قدیم تسلیم کیا جائے گا تو یقیناً کافرو مشرک ہو جائے گا۔ اور اگر واجب الوجود اور مستحق عبادت کا اعتقاد کسی کے لیے نہ ہو بلکہ صرف اللہ ہی کی دی ہوئی طاقت سے بہرہ ور سمجھ کر اللہ کے مقرب بندوں سے استعانت کی جائے تو یہ بالکل جائز اور خالص دائرہ توحید کے اندر ہے اور اس اعتقاد کو شرک سے کوئی نسبت و لگاؤ نہ کبھی تھا اور نہ کبھی ہو گا۔

مختصر یہ کہ بلاد لیل شرعی کسی گناہ کی نسبت کسی مسلمان کی طرف کرنا شریعت میں حرام ہے۔ چہ جائیکہ مسلمانوں کے سر غیر اللہ کی پرستش کا الزام ڈال کر مشرک قرار دینا۔ اشد گناہ اور سنگین جرم ہے۔ امام الوہابیہ فی الہند مولوی اسماعیل دہلوی اور ان کے حواریین صبح قیامت تک ثابت نہیں کر سکتے کہ مسلمان اللہ کے سوا کسی بزرگ و برتر ہستی کے بارے میں مشرکانہ عقائد کے حامل ہیں انہیں مستحق عبادت اور واجب الوجود سمجھتے ہیں۔ کتب عقائد میں شرک کی یہ تعریف کی گئی ہے کہ کسی انسان کے مشرک ہونے کی دو ہی صورتیں ہیں۔ غیر خدا کو لائق عبادت جاننا خواہ اس کی عبادت کرے یا نہ کرے۔ دوسرے کسی کو خدا کی ذات یا صفات میں شریک سمجھنا۔ اور جب مسلمانوں کا اعتقاد کسی کے بارے میں یہ نہیں ہے تو پھر اس کے ہر کام پر کفر و شرک کا فتویٰ صادر کرنا اسی کا کام ہو گا۔ جو مسلمانوں کو کافرو مشرک بنانے کا شوقین ہو۔

مصنف تقویۃ الایمان نے اپنے خیالات فاسدہ کی تائید میں جن آیتوں کو مستدل مان کر غلط تعبیر و توضیح کی تھی ان کا تفصیلی جائزہ سطور بالا میں پیش کر دیا گیا ہے جو کچھ طویل ہو گئے ہیں کچھ ان حدیثوں پر بھی اظہار خیال ضروری تھا جن کو اسماعیل دہلوی نے غلط طور پر شرک کے معنی میں مستعمل کیا ہے۔ مثلاً فصل اشراک فی العلم و اشراک فی العبادۃ وغیرہ ان فصلوں میں بار بار ایک ہی خیال کی تکرار کی گئی ہے۔ خوف طوالت عنان گیر نہ ہوتا تو

ثابت کر دیا جاتا کہ ان کے دعوے اور ان منقولہ حدیثوں میں کوئی نسبت نہیں۔ مصنف نے یہاں بھی استنباط نتائج میں سخت ٹھوکر کھائی ہے۔ ان شاء اللہ آئندہ حسب موقع اس کی دوسری قسط پیش کی جائے گی۔

و ما علينا الا البلاغ

ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ هديتنا و هب لنا من لدنك رحمه

انك انت الوهاب

والسلام على من التبع الهدى

(مولانا سید الزماں صاحب مظفر پوری)



امکان کذب کا فتنہ

جھوٹ ایک ایسا عیب ہے جس سے سب ہی لوگ نفرت کرتے ہیں یہاں تک کہ خود جھوٹا آدمی بھی جھوٹ کو برا ہی جانتا ہے چنانچہ اگر بھری محفل میں اس کا جھوٹا ہونا ظاہر کر دیا جائے تو وہ چڑھے گا، جھنجھلائے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جھوٹ بولنا یا پھینکنا کام ہے لیکن محترم قارئین کو یہ جان کر سخت حیرت ہوگی کہ دہلی مذہب نے سب سے قدوس رب العزہ جل شانہ کے حق میں جھوٹ بولنا جائز قرار دیا ہے۔

امکان کذب الہی کا فتنہ سب سے پہلے ملائے دہلوی مولوی اسماعیل نے ایک اعتراض کے جواب میں کھڑا کیا۔ واقعہ یوں ہے کہ قدیم زمانے سے مسلمانوں کا یہ اعتقاد چلا آ رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے سرکار مصطفیٰ خاتم الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بے مثل پیدا فرمایا ہے۔ حضور کا مثل ہونا محال ہے۔ مولوی اسماعیل دہلوی نے اس اعتقاد کی مخالفت کرتے ہوئے یہ نیا عقیدہ پیدا کیا کہ سرکار مصطفیٰ خاتم الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بے مثل نہیں بلکہ سرکار

جیسے سینکڑوں محمد پیدا ہو سکتے ہیں۔ اس پر اس زمانے کے علمائے اسلام نے اعتراض کیا کہ حضور کا مثل کیوں کر ممکن ہے جب کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کے حق میں فرمادیا ہے کہ:

وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ

یعنی پیارے مصطفیٰ اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں

"تو اب حضور کا مثل ہرگز ممکن نہیں"

توضیح اس مقام کی یہ ہے کہ ختم نبوت کا دھمف شرکت قبول کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا جس کا معنی یہ ہے کہ آخری نبی صرف ایک ہی شخص ہو سکتا ہے کسی دوسرے کا آخری نبی ہونا عقلاً محال بالذات ہے اب رہی یہ بات کہ وہ ایک شخص کون ہے جس کو ختم نبوت کا تاج پہنایا گیا تو اللہ تعالیٰ جل مجدہ نے خبر دی کہ وہ ایک شخص پیارے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں جنہیں آخری نبی بنایا گیا تو خود رب العزہ جل جلالہ نے حضور کو خاتم النبیین کہہ کر خبر دے دی کہ میرے مصطفیٰ کا مثل ممکن نہیں بلکہ محال بالذات ہے۔ سابق علمائے اسلام نے بھی اعتراض مولوی اسماعیل دہلوی پر کیا کہ تم جو حضور کا مثل ممکن بتاتے ہو تو اس سے ختم نبوت کا جھوٹا ہونا لازم آرہا ہے لیکن چونکہ خبر الہی کا جھوٹا ہونا بالاتفاق محال ہے ہرگز ممکن نہیں اس لیے سرکار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مثل بھی ہرگز ممکن نہیں۔ اس اعتراض کے جواب میں ملا اسماعیل دہلوی نے امکان کذب الہی کا فتنہ کھڑا کیا اور مسلمانوں میں یہ کفری عقیدہ پھیلا دیا کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کا جھوٹ بولنا ممکن ہے محال نہیں ہے۔ (مذہب اللہ تعالیٰ من ذلک)

آیت کریمہ وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ کے بارے میں ملا دہلوی نے یہ جواب دیا:

"بعد اخبار ممکن ست کہ ایشان را فراموش گرداینده شود پس قول

بامکان وجود مثل اصلا مغیر بتکذیب نصے از نصوص نہ گردد"

(یک روزی بحوالہ سخن السبوح ص ۶۷)

یعنی اللہ تعالیٰ نے جو آیت کریمہ میں حضور کے خاتم الانبیاء ہونے کی خبر دی ہے

تو اس خبر دینے کے بعد ممکن ہے کہ یہ آیت لوگوں کو بھلا دی جائے لہذا حضور کا مثل پائے جانے کو ممکن کہتا اس سے کسی آیت قرآن کا جھٹلانا لازم نہیں آتا۔

ملائے دہلوی کے جواب کا معنی یہ ہے کہ جب سرکار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مثل پیدا ہو گا تو اس وقت اللہ تعالیٰ خاتم النبیین والی آیت کریمہ لوگوں کے دل سے بھلا دے گا اور جب آیت کریمہ کسی کو یاد ہی نہ رہ جائے گی تو خبر الہی کو کون جھٹلائے گا۔ حاصل جواب یہ ہے کہ امام وہابیہ مولوی اسماعیل کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی خبر جھوٹا ہونا درست ہے اس میں کوئی حرج نہیں ہاں اس بات میں حرج ہے کہ بندے اللہ تعالیٰ کے کذب پر آگاہ ہو جائیں اس حرج سے چھٹنے کے لیے اللہ تعالیٰ قرآن کی آیتوں کو بندوں کے دل سے بھلا دے گا۔ (معاذ اللہ رب العالمین) یہ ہے باطل کفری عقیدہ وہابیوں کا۔

مسلمان کہلانے کا تقاضا تو یہ تھا کہ مولوی اسماعیل دہلوی سرکار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی افضلیت پر حملہ نہ کرتے اور اس بات پر ایمان لاتے کہ ختم نبوت کے وصف میں سرکار کا مثل و نظیر محال بالذات ہے لیکن وہ اگر شیطان کے بسکانے سے بہک گئے تھے تو علمائے اسلام کے ٹوکنے پر تو ان کو سنبھل ہی جانا چاہیے تھا مگر بڑا ہونہار علم کا جس نے ان کو ایک دوسرے کفری عقیدے کی طرف دھکیل دیا۔ یعنی امکان نظیر کے اعتقاد پر اٹھنے والے ان کو امکان کذب الہی کا معتقد بنا دیا چنانچہ انہوں نے خاص مسئلہ امکان کذب کے ثبوت میں ایک کتاب یکروزی لکھ کر امت میں ایک فتنہ عظیم کھڑا کر دیا۔ اس کتاب کے دلائل کا حال یہ ہے کہ جس طرح ایک جھوٹی بارہ کو صحیح ثابت کرنے کے لیے بیسیوں جھوٹ کرنا پڑتا ہے ٹھیک اسی طرح اللہ رب العزۃ کا کذب ثابت کرنے کے لئے ان کو ایسی ایسی دلیلیں گزشتی پڑیں جو سینکڑوں کفریات کا پٹارا ہیں۔ جس کو اس کا مشاہدہ کرنا ہو وہ سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مقدس تصنیف سکن السبوح ص ۳۳۳ کا مطالعہ کرے۔

بہت سے سادہ لوح حضرات کا گمان ہے کہ سحیت اور وہابیت کے درمیان صرف چند فروعی امور میں اختلاف ہے لیکن یہ گمان شدید غلط ہے کیونکہ سحیت و وہابیت کا اختلاف

فروعی امور میں ہونے کے ساتھ ساتھ بیاد مسائل میں بھی ہے یہاں تک کہ خود ایمان باللہ کے مسئلہ میں بھی ہمارا اور وہابیوں کا شدید بیاد اختلاف ہے چنانچہ ہم اللہ تعالیٰ کے حق میں یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ اس کا صدق از لا و لد واجب ہے لہذا اس کا کذب ممکن نہیں بلکہ محال بالذات ہے اور وہابی یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا کذب ممکن ہے لہذا صدق واجب نہیں۔ اور یہ بالکل ظاہریات ہے کہ وجوب صدق کا عقیدہ اور امکان کذب کا عقیدہ ان دونوں میں قطعی بیاد اختلاف ہے۔ اس لئے ثابت ہو گیا کہ ایمان باللہ کے مسئلہ میں ہمارا اور وہابیوں کا سنگین بیاد اختلاف ہے۔

یوں تو جس مسلمان کا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر ایمان ہے اس کا فطری طور پر یہ عقیدہ ہے کہ اللہ رب العزۃ جل جلالہ کا جھوٹا ہونا ہرگز ہرگز ممکن نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے از لا صادق رہا اور ہے اور لد تک صادق رہے گا کذب کے امکان کی جڑ تو یہیں سے کٹ گئی لیکن چونکہ وہابیوں نے اسلامی عقیدہ کے نام سے مسلمانوں میں یہ فتنہ پھیلا رکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹا تو نہیں مگر اس کا جھوٹا ہونا ممکن ہے اس لیے ہم سادہ لوح مسلمانوں کے اطمینان کی خاطر عقائد اسلامیہ کی قدیم کتابوں سے چند حوالے ذیل میں تحریر کرتے ہیں:

۱۔ کذب محال باجماع العلماء لان الکذب نقص باتفاق العقلاء و هو

علی اللہ تعالیٰ محال

یعنی اللہ تعالیٰ کا کذب باجماع علماء محال ہے اس لیے کہ وہ باتفاق عقلاء عیب ہے

اور عیب اللہ تعالیٰ پر محال ہے۔ (بحوالہ سکن السبوح ص ۱۰)

۲۔ شرح عقائد لسانی میں ہے:

کذب کلام اللہ تعالیٰ محال یعنی کلام الہی کا جھوٹا ہونا ممکن نہیں۔

(بحوالہ سکن السبوح ص ۱۰)

۳۔ طوابع الانوار میں ہے :

الكذب نقص و النقص على الله تعالى محال
یعنی جھوٹ عیب ہے اور عیب اللہ تعالیٰ پر محال ہے۔

(بحوالہ سخن السبوح ص ۱۰)

۴۔ موافق کی بحث کلام میں ہے :

انه تعالى يمتنع عليه الكذب اتفاقا اما عند المعتزله فلان الكذب قبيح و
هو سبحانه تعالى لا يفعل القبيح و اما عندنا فلانه نقص و النقص على
الله تعالى محال اجماعا

یعنی اہل سنت اور معتزلہ سب کا اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ کا جھوٹ ممکن نہیں محال
ہے معتزلہ تو اس لیے محال کہتے ہیں کہ جھوٹ برا ہے اور اللہ تعالیٰ برا فعل
نہیں کرتا اور ہم اہل سنت کے نزدیک اس دلیل سے نا ممکن ہے کہ جھوٹ
عیب ہے اور ہر عیب اللہ تعالیٰ پر بالاجماع محال ہے۔ (سخن السبوح ص ۱۰)

۵۔ امام محقق علی الاطلاق کمال الدین محمد بن محمد علیہ الرحمہ مسامرہ میں فرماتے ہیں :

يستحيل عليه تعالى سمات النقص كالجهل والكذب
یعنی جتنی نشانیاں عیب کی ہیں جیسے جہل و کذب وہ سب اللہ تعالیٰ پر محال ہیں۔

(سخن السبوح ص ۱۱)

۶۔ علامہ کمال الدین محمد بن محمد بن ابی شریف مسامرہ میں فرماتے ہیں :

لا خلاف بين الاشعرية وغيرهم في ان كل ما كان وصف نقص فالباري

تعالى عنه منزّه و هو محال عليه تعالى و الكذب وصف نقص

یعنی اشاعرہ اور غیر اشاعرہ کسی کو اس میں اختلاف نہیں کہ جو کچھ صفت عیب
ہے باری تعالیٰ اس سے پاک ہے اور وہ اللہ تعالیٰ پر ممکن نہیں اور کذب صفت

عیب ہے۔ (سخن السبوح ص ۱۱)

۷۔ کنز الفوائد میں ہے :

قدس تعالى شأنه عن الكذب شرعا و عقلا اذ هو قبيح يدرك العقل
قبحه من غير توقف على شرع فيكون محال في حقه تعالى عقلا و
شرعا كما حققه ابن الهمام وغيره

یعنی حکم شرع و حکم عقل ہر طرح اللہ تعالیٰ کذب سے پاک مانا گیا ہے اس لیے
کہ کذب قبیح عقلی ہے کہ عقل خود بھی اس کے قبیح کو مانتی ہے بغیر اس کے کہ
اس کا پہچانا شرع پر موقوف ہو تو جھوٹ و لٹا اللہ تعالیٰ کے حق میں عقلاً و شرعاً
ہر طرح محال ہے جیسے کہ امام ابن الہمام وغیرہ نے اس مسئلہ کی تحقیق افادہ
فرمائی۔ (سخن السبوح ص ۱۲)

۸۔ علامہ جمال الدینی شرح عقائد میں لکھتے ہیں :

الكذب عليه تعالى محال لا تشمله القدرة

یعنی اللہ تعالیٰ کا جھوٹ ہونا محال ہے قدرت الہی میں داخل نہیں۔

(سخن السبوح ص)

۹۔ شرح عقائد جلالی میں ہے :

الكذب نقص و النقص عليه محال فلا يكون من الممكنات و لا

تشمله القدرة كسائر وجوه النقص عليه تعالى كالجهل والعجز

جھوٹ عیب ہے اور عیب اللہ تعالیٰ پر محال تو اللہ تعالیٰ کا جھوٹ ممکن نہیں نہ

اللہ تعالیٰ کی قدرت اسے شامل جیسے تمام اسباب عیب مثل جہل و عجز الہی کو

سب محال ہیں اور صلاحیت قدرت سے خارج۔

(سخن السبوح ص ۱۳)

ہم اختصار کی خاطر اتنے ہی حوالوں پر بس کرتے ہیں جس کو مزید باتیں نصوص

آئمہ اور تفسیر دلائل قاہرہ دیکھنے کا شوق ہو تو وہ سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی

تصنیف سخن السبوح کا مطالعہ کرے۔ وہ اپنی اپنے عقیدہ امکان کذب کی حمایت میں جن مغالطہ آمیز دلائل سے کام لیتے ہیں ذیل میں ان کا بطلان پیش کیا جا رہا ہے۔

۱۔ امکان کذب کے ثبوت میں عام وہابی دیوبندی یوں کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :
 إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ یعنی بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اور چونکہ جھوٹ بھی ایک چیز ہے لہذا وہ جھوٹ پر قادر ہے اور جب جھوٹ بولنے پر قادر ہے تو اس کے لیے جھوٹ بولنا ممکن ہو۔

جواب : جب وہابیوں کے نزدیک اللہ تعالیٰ کا جھوٹ بولنا ممکن ہے تو ہو سکتا ہے کہ اس کا پہلا جھوٹ یہی کلام یعنی إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ہو تو پھر اس کلام کو دلیل میں پیش کرنا کیوں کر صحیح ہو گا۔ دوسرا فولادی تحقیقی جواب یہ ہے کہ کذب الہی عیب ہے اور ہر عیب اللہ تعالیٰ کے لیے محال بالذات ہے لہذا کذب الہی محال بالذات ہے اور کوئی محال بالذات ممکن نہیں ثابت ہو کہ کذب الہی ممکن نہیں۔ پھر ذات باری تعالیٰ کو جھوٹ پر قادر کہنا یہ وہابیوں کا سخت ترین مغالطہ ہے کیونکہ کذب الہی محال بالذات ہے اور کوئی محال بالذات زیر قدرت نہیں لہذا کذب الہی زیر قدرت نہیں تو پھر کذب الہی کو زیر قدرت بتا کر امکان کذب کو ثابت کرنا دجل و فریب نہیں تو اور کیا ہے۔

جاننا چاہیے کہ مفہوم کی تین قسم ہے :

۱۔ واجب ۲۔ ممکن ۳۔ محال

واجب : وہ مفہوم ہے جس کا وجود ضروری ہو جیسے اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی صفات

ممکن : وہ مفہوم ہے جس کا نہ وجود ضروری ہو نہ عدم مثلاً عالم اور عالم کی چیزیں۔

محال : وہ مفہوم ہے جس کا عدم ضروری ہو جیسے اللہ تعالیٰ کا کذب، جہل، عجز اور جیسے

دوسرا خدا ہونا۔

واضح ہو کہ زیر قدرت الہی صرف ممکنات ہیں واجب اور محال زیر قدرت نہیں۔

شرح مقاصد میں ہے :

لا شيء من الواجب و الممتنع بمقدور

واجب اور محال ہر گز زیر قدرت نہیں۔ (سخن السبوح ص ۶)

شرح مواقف میں ہے :

علمه تعالى يعم المفهومات كلها الممكنة و الواجبة و الممتنعة فهو

اعم من القدرة لانها تختص بالممكنات دون الواجبات و الممتنعات

یعنی علم الہی ممکن، واجب اور محال سب مفہوم کو شامل ہے تو وہ قدرت الہی سے

عام ہے کیونکہ قدرت الہی صرف ممکنات ہی سے متعلق ہے واجبات اور

محالات سے اس کو کوئی تعلق نہیں ہے۔

حوالہ جات مذکورہ بالا سے واضح ہو گیا کہ إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ط میں كُلِّ

شَيْءٍ سے م بولکل ممکن ہے یعنی اللہ تعالیٰ ہر ممکن پر قادر ہے اور جب اللہ تعالیٰ کا جھوٹ بولنا

محال ہے تو وہ زیر قدرت نہیں اور جب وہ زیر قدرت نہیں تو ہر گز ہر گز ممکن نہیں۔ اب ہم اس

مقام پر وہابیوں سے ان کے اس مغالطہ آمیز استدلال کے پیش نظر ایک سوال کرتے ہیں کہ :

”اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر ہے یا نہیں کہ شیطان کو وہابیوں کا خدا بنادے اگر کو

کہ اللہ تعالیٰ قادر نہیں تو تمہارا اللہ اَللّٰہُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ کا انکار کر کے کھلم کھلا

کافر ہو گئے اور اگر کو کہ شیطان، قدرت الہی سے وہابیوں کا خدا ہو سکتا ہے تو

وحدانیت کا انکار کر کے کھلم کھلم عام مرتد ہو گئے..... بولو! ہے کوئی وہابیوں میں دم

خمدالا جو وہابی مذہب کو برقرار رکھتے ہوئے اس سوال کا جواب دے سکے۔“

۲۔ وہابی کہتے ہیں کہ انسان کو جھوٹ بولنے پر قدرت ہے تو اگر اللہ تعالیٰ جھوٹ بولنے پر

قادر نہ ہو تو قدرت انسانی، قدرت ربانی سے بڑھ جائے گی اور یہ محال ہے کہ قدرت

انسانی، قدرت ربانی سے بڑھ جائے، لہذا ثابت ہو کہ اللہ تعالیٰ کے لیے جھوٹ بولنا

ممکن ہے۔

جواب: اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے کہ واللہ خلقکم و ما تعملون یعنی تم اور جو کچھ تم کرتے ہو سب اللہ ہی کا پیدا کیا ہوا ہے۔ اہل سنت کا ایمان ہے کہ انسان اور اس کے تمام اعمال، اقوال، احوال، اوصاف سب اللہ عزوجل کے پیدا کئے ہوئے ہیں انسان کو صرف کسب پر ایک گونہ اختیار ملا ہے لیکن اس کے سارے کام مولیٰ عزوجل ہی کی ہچی قدرت سے واقع ہوتے ہیں۔ آدمی کی کیا طاقت کہ بے ارادہ الہی کے پلک مار سکے۔ انسان کا صدق و کذب، کفر و ایمان، طاقت و عصیان جو کچھ ہے سب کو اسی قادر مطلق جل جلالہ نے پیدا کیا ہے تو جب انسان کا جھوٹ بولنا، کفر کرنا، فسق کرنا، ہمدی کرنا سب اللہ تعالیٰ ہی کی قدرت سے واقع ہوتا ہے تو پھر قدرت ربانی سے قدرت انسانی کیوں کر بڑھ سکتی ہے اور یہی بات کہ اگر کذب الہی پر خدائے تعالیٰ قادر نہ ہو گا تو قدرت ربانی گھٹ جائے گی تو ایسا سوچنا صرف بد دماغ وہابی کا کام ہو سکتا ہے اس لیے کہ کذب الہی محال اور غیر ممکن ہے اور کوئی محال زیر قدرت نہیں اور کذب الہی جب زیر قدرت نہیں تو قدرت کھٹنے کی کیا بات ہے.....؟

اس مقام پر ہم وہابیوں سے ایک سوال کرتے ہیں کہ ایک شخص کہتا ہے کہ بہت سے انسان اس بات پر قادر ہیں کہ وہ پتھر کی مورتی بنا کر اس کو اپنا معبود قرار دیں اور صبح شام اس کی پوجا کریں تو اگر خدا، پتھر کی مورتی کو اپنا معبود قرار دے کر صبح و شام اس کی پوجا کرے تو قدرت انسانی، قدرت ربانی سے بڑھ جائے گی اور چونکہ قدرت انسانی کا قدرت ربانی سے بڑھ جانا محال ہے۔ لہذا ثابت ہوا کہ اکا پتھر کی مورتی کو اپنا معبود قرار دینا ممکن ہے۔ بولو.....؟ ہے کوئی وہابیوں میں ہمت والا جو وہابی مذہب کو باقی رکھتے ہوئے اس ممکن کو ختم کر دے؟

۳۔ وہابی کہتے ہیں کہ متکلمین کے نزدیک یہ قاعدہ کلیہ مسلم ہے کہ کل ما هو مقدور للعبد مقدور اللہ یعنی ہر وہ کام جو عہدہ اپنے لیے کر سکتا ہے خدا بھی اپنے لیے کر سکتا ہے تو جب آدمی جھوٹ بول سکتا ہے تو خدا بھی جھوٹ بول سکتا ہے کیوں کہ اگر خدا

جھوٹ نہ بول سکے تو ایک کام ایسا نکلا کہ آدمی تو کر سکتا ہے اور خدا نہیں کر سکتا اور یہ ظاہر بات ہے کہ خدا کی قدرت بے انتہا ہے لہذا ایسا نہیں ہو سکتا کہ جس کام کو آدمی کر سکے اسے خدا نہ کر سکے اس لیے ثابت ہوا کہ خدا جھوٹ بول سکتا ہے اس کا جھوٹا ہونا ممکن ہے۔

جواب: معاذ اللہ رب العالمین سبحان اللہ عما یصفون بے شک قاعدہ کلیہ حق ہے لیکن وہابی اس کے جو معنی بیان کرتے ہیں وہ صریح غلط ہونے کے ساتھ کھلا کفر بھی ہے قاعدہ کلیہ کا صحیح معنی یہ ہے کہ ہمدہ جس چیز کے کسب پر قادر ہے اللہ تعالیٰ اس کے پیدا کرنے پر قادر ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ ہمدہ کا ہر کام اللہ تعالیٰ کے خلق و ایجاد ہی سے واقع ہوتا ہے محترم قارئین بھی ملاحظہ فرمائیں کہ قاعدہ کلیہ کو امکان کذب سے کیا تعلق ہے؟ لیکن جب وہابیوں کے نزدیک یہی طے ہے کہ ہر وہ کام جو عہدہ اپنے لیے کر سکتا ہے خدا بھی اپنے لیے کر سکتا ہے تو ان کے مذہب پر لازم آتا ہے کہ:

الف۔ انسان قادر ہے کہ اپنے خدا کی تسبیح کرے تو ضرور ہے کہ وہابیہ کا خدا بھی قادر ہو کہ اپنے خدا کی تسبیح کرے ورنہ ایک کام ایسا نکلا کہ ہمدہ تو کر سکے اور خدا نہ کر سکے۔

ب۔ آدمی قادر ہے کہ اپنی ماں کی تواضع و خدمت کے لیے اس کے تلووں پر اپنی آنکھیں ملے اپنے باپ کی تعظیم کے لیے اس کے جوتے اپنے سر پر رکھ کر چلے تو ضرور ہے کہ وہابیہ کا خدا بھی اپنے ماں باپ کے ساتھ ایسی تعظیم و تواضع پر قادر ہو ورنہ ایک کام ایسا نکلا کہ ہمدہ تو کر سکے اور خدا نہ کر سکے۔

ج۔ آدمی قادر ہے کہ پر لیا مال چر اچھا کر اپنے قبضہ میں کر لے تو ضرور ہے کہ وہابیہ کا خدا بھی دوسرے کے مملوک چیز چر لینے پر قادر ہو ورنہ ایک کام ایسا نکلا کہ آدمی تو کر سکے اور خدا نہ کر سکے۔

د۔ آدمی قادر ہے کہ اپنے خدا کی نافرمانی کرے تو ضرور ہے کہ وہابیہ کا خدا بھی اپنے خدا کی نافرمانی پر قادر ہو ورنہ ایک کام ایسا نکلا کہ آدمی تو کر سکے اور خدا نہ کر سکے۔

اب وہابی یا تو اقرار کر لیں کہ خدا کے لیے دوسرا خدا ہونا اور خدا کے ماں باپ ہونا ممکن ہے ورنہ عقیدہ امکان کذب الہی سے توبہ کریں۔

۳۔ ملا شید احمد گنگوہی نے براہین قاطعہ ص ۳ میں لکھا ہے کہ "امکان کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہیں نکالا بلکہ قدماء میں اختلاف ہوا ہے کہ خلف وعید آیا جائز ہے یا نہیں؟ رد المحتار میں ہے هل يجوز الخلف في الوعيد فظاھر ما فی المواقف و المقاصد ان الاشاعرة قائلون بحوازه پس اس پر طعن کرنا پہلے مشائخ پر طعن کرنا ہے اور اس پر تعجب کرنا محض لاعلمی اور امکان کذب خلف وعید کی فرع ہے۔"

جواب: محترم قارئین! پہلے آپ ملا گنگوہی کی مراد سمجھنے کی کوشش کریں۔ واقعہ یوں ہے کہ ضلع سہارنپور کے حضرت مولانا عبدالسمیع رامپوری نے امکان کذب کے خلاف اپنے صدمہ کا اظہار کرتے ہوئے انوار ساطعہ میں لکھا تھا کہ "کوئی جناب باری عزاسمہ کو امکان کذب کا دھبا لگاتا ہے" اس کے جواب میں گنگوہی جی فرماتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ کو بالا مکان جھوٹا کہنا یہ تو کوئی نئی بات نہیں اگلے زمانے کے بعض علمائے اسلام بھی تو خدا کے لیے جھوٹ بولنا ممکن بتا گئے ہی دیکھو اشاعرہ اہل سنت خلف وعید کے قائل ہیں اور امکان کذب خلف وعید کی ایک قسم ہے لہذا امکان کذب پر اعتراض کرنا اگلے زمانے کے علمائے دین پر اعتراض کرنا ہے۔ افسوس اور ہرگز افسوس کہ گنگوہی جیسا وہابیوں کا شیخ ربانی جب اتنی سنگین افتراء سازی اور بہتان طرانی کر سکتا ہے تو چھوٹے چھوٹے وہابی ملاؤں کا کیا حال ہوگا۔ یہ حقیقت ہے کہ باطل عقائد کا طریقہ اور خود اندھا ہوتا ہے اور دوسروں کو بھی اپنے جیسا اندھا سمجھتا ہے بے شک اہل سنت کے بعض علماء خلف وعید کے ضرور قائل ہیں مگر اس کے ساتھ وہی علماء امکان کذب الہی کے عقیدہ کی سخت مخالفت کرتے ہیں پھر ان کو امکان کذب کا قائل بتانا کتنا سفید جھوٹ اور کس قدر سنگین بہتان ہے۔

جس موافق میں ہے لا بعد الخلف فی الوعيد نقصاً یعنی خلف وعید عیب نہیں

شہر کیا جاتا۔ اسی موافق میں ہے انہ تعالیٰ یمتنع علیہ الکذب اتفاقاً یعنی باری تعالیٰ کا کذب بالاتفاق محال ہے۔ جس شرح طوابع میں ہے الخلف فی الوعيد حسن یعنی خلف وعید (سزا معاف کر دینا) ایک اچھی بات ہے۔ اسی شرح طوابع میں ہے الکذب علی اللہ تعالیٰ محال یعنی اللہ تعالیٰ کا کذب محال ہے۔ جس علامہ جلال دوانی نے شرح عقائد جلالی میں لکھا ہے ذهب بعض العلماء الى ان الخلف فی الوعيد جائز علی اللہ تعالیٰ لا فی الوعد و بهذا وردت السنة یعنی بعض علماء کا مذہب یہ ہے کہ وعید میں خلف اللہ تعالیٰ پر جائز ہے نہ وعدہ میں اور یہی مضمون حدیث میں آیا وہی علامہ جلال تحریر کرتے ہیں الکذب علیہ تعالیٰ محال لا تشملہ القدرة اللہ تعالیٰ کا کذب محال ہے قدرت الہی میں داخل نہیں (۶۷)۔

محترم قارئین! ملاحظہ فرمائیں مذکورہ بالا حوالوں نے خوب واضح کر دیا کہ ملا گنگوہی کا اتمام غلط ہے اور خلف وعید کے قائل علماء کا دامن، عقیدہ امکان کذب کی نجاست سے پاک صاف ہے۔

۴۔ علامہ ابن کثیر کہتے ہیں کہ اگر جھوٹ پر خدا کی قدرت نہ مانی جائے تو خدا کا عجز لازم آئے گا اور وہ عجز سے پاک ہے لہذا جھوٹ بولنا اس کے لیے ممکن ہوا۔

جواب: اللہ تعالیٰ کے حق میں جھوٹ محال ہے اور محال پر قدرت نہ ہونے سے عجز لازم نہیں آتا۔ سیدنا علامہ عبدالغنی نابلسی اپنی کتاب مطالب دنیہ میں لکن حزم فاسد العزم کا رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ان العجز انما یکون لو کان المقصود جاء من فاحية القدرة امام اذا

کان لعدم قبول المستحيل تعلق القدرة فلا يتوهم عاقل ان هذا عجز

یعنی عجز تو جب ہو کہ قصور قدرت کی طرف سے آئے اور جب وجہ یہ ہے کہ

محال خود ہی تعلق قدرت کی قابلیت نہیں رکھتا تو اس سے کسی عاقل کو عجز کا وہم

نہ گزرے گا۔ (سکن السبوح ص ۳۸)

(۶۷) اس میں راز یہ ہے کہ صدق و کذب خبر کی مفت ہے اور وعید از قبل خبر نہیں از قبل انشاء ہے (امجدی)

اس مقام پر پھر ہم وہابیوں سے ایک سوال کرتے ہیں۔ اگر شیطان کی پوجا کرنے پر وہابیہ کے خدا کی قدرت نہ مانی جائے تو اس کا عجز لازم آئے گا اور وہ عجز سے پاک ہے لہذا شیطان کی پوجا کرنا تمہارے خدا کے لیے ممکن ہوا۔ اب وہابی یا تو شیطان کو اپنے خدا کا معبود مانیں یا اپنے خدا کا عاجز ہونا تسلیم کریں۔

بحمدہ تعالیٰ ثم بعون رسول علیہ التحیۃ و الثناء ہماری ان چند سطروں سے خوب ثابت ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ کے حق میں وجوب صدق کا عقیدہ رکھنے والے صادق اور امکان کذب کا اعتقاد رکھنے والے کاذب ہیں۔

و صلی اللہ تعالیٰ علی اکرم خلقہ و اعلم خلقہ و اول خلقہ و افضل خلقہ و خاتم انبیائہ و سید اصفیائہ محمد و آلہ و صحبہ و ابنہ الغوث الاعظم الحیلانی البغدادی

و شہید محبتہ المجدد الاعظم البریلوی اجمعین

و اخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین

(مولانا بدر الدین صاحب گورکھپوری)

دیوبندیوں کا اپنے حق میں مسلمات سے گریز

سنی دنیا کی عظیم اکثریت انبیاء و اولیاء کے حق میں یہ عقیدہ رکھتی ہے کہ پروردگار عالم نے اپنے فضل و کرم سے انہیں ایسی مخصوص قوتیں عطا فرمائی ہیں جن کے ذریعہ انہیں باتوں کا علم دل کے خطرات اور چھپے ہوئے حالات ان پر منکشف ہو جاتے ہیں۔

یوں ہی قادر مطلق نے کائنات میں انہیں تصرف کا بھی اختیار عطا فرمایا ہے اس خدا داد قوت و اختیار سے عالم میں تصرف فرماتے ہیں۔ اہل سنت کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ مسیح و بھیر نے انبیاء و اولیاء کو ایسی قوت سماعت بخشی ہے جس سے وہ دور و نزدیک کی پکار کو سن لیتے

ہیں۔ فریادیوں کی فریاد کو پروا نہ دیتے ہیں، حاجت مندوں کی حاجت روائی فرماتے ہیں۔ علمائے دیوبند کا عقیدہ اس کے بالکل برعکس ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ علم غیب خاصہ خداوندی ہے لہذا کسی مخلوق کے لیے (خواہ انبیاء ہوں یا اولیاء) کسی تادیل سے (خواہ عطائی ہی کیوں نہ ہو) علم غیب ثابت کرنا خلاف نصوص قطعیہ اور صریح شرک ہے یوں ہی کسی مخلوق کو عالم میں متصرف ماننا یا دور سے پکارنا اور یہ سمجھنا کہ ان کو میری پکار کی خبر ہو گئی کھلا ہوا کفر و شرک ہے۔ پکارنے والا اور پکارا جہل دونوں شرک میں برابر ہیں۔ عقل و انصاف کا تقاضا تو یہ ہے کہ علمائے دیوبند کا یہ مسلک اگر قرآن و حدیث پر مبنی ہے تو انہیں ہر حال میں ہر شخص کے لیے کفر و شرک ہی قرار دینا چاہیے قانون اپنے اور بیگانے کی رعایت نہیں کرتا تلوار کی زد میں جو کوئی آئے گا بلا امتیاز دست و دشمن کٹ جائے گا۔

مگر جب آپ علمائے دیوبند کی تاریخ کی ورق گردانی کریں گے تو آپ کو نہ صرف حیرت ہوگی بلکہ آپ سوچنے پر مجبور ہوں گے کہ توحید پرستی کا ڈھونگ رچانے والوں نے توحید کی آتشیں کیسے کیسے منم خانے آباد کر رکھے ہیں۔ جن چیزوں کو انبیاء و اولیاء کے حق میں شرک ٹھہراتے ہیں حیدر دہی جزیں اپنے گھر کے بزرگوں کے لیے عین ایمان و اسلام سمجھتے ہیں۔ جہالت کا ایک فرد جس چیز کو کفر و شرک کہتا ہے دوسرا فرد اسی کو ایمان اسلام ٹھہراتا ہے۔

اس مضمون میں انہیں کی معتبر کتابوں سے دو متضاد اقوال جمع کیے گئے ہیں پہلے قول میں منفی پہلو اور دوسرے قول میں اثباتی پہلو پیش کیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ غیر جانبدار ہو کر پڑھیں اور انصاف کریں۔ ہمیں یقین ہے کہ شک وارتیاب اور تذبذب کی تاریکیوں میں بھٹنے والے یقین و اطمینان کا اجالا محسوس کریں گے۔

مقصود ہے گزارش احوال واقعی

اپنا بیان حسن طبیعت نہیں مجھے

اس مضمون میں علم غیب، ندائے یار رسول اللہ اور حفظ الایمان کا سرسری تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے۔ اور ہر ایک کے مثبت اور منفی پہلو سے علمائے دیوبند کی تضاد بیانی اور اپنے

مسلمات سے گریز ثابت کیا گیا ہے۔

علم غیب کا منفی پہلو

۱۔ اللہ صاحب نے پیغمبر صلعم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو فرمایا کہ لوگوں سے یوں کہہ دیویں کہ غیب کی بات سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا نہ فرشتہ نہ آدمی نہ جن نہ کوئی چیز۔ یعنی غیب کی بات کو جان لینا کسی کے اختیار میں نہیں۔ (تقویۃ الایمان، مصنفہ مولوی محمد اسماعیل دہلوی ص ۲۲)

۲۔ جو شخص اللہ جل شانہ کے سوا علم غیب کسی دوسرے کو ثابت کرے وہ بے شک کافر ہے۔ اس کی امامت اور اس سے میل جول محبت و مؤدت سب حرام ہے۔

(فتاویٰ رشیدیہ ج ۲ ص ۱۰)

اور یہ عقیدہ رکھنا کہ : آپ (حضور ﷺ) کو علم غیب تھا صریح شرک ہے۔

(فتاویٰ رشیدیہ کامل سیب ص ۹۶)

۳۔ علم غیب خاصہ حق تعالیٰ کا ہے اس لفظ کو کسی تاویل (خواہ عطائی ہی کیوں نہ ہو) سے دوسرے پر اطلاق کرنا ابہام شرک سے خالی نہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ جلد ۳ ص ۳۳ مصنفہ مولوی رشید احمد گنگوہی)

۴۔ کسی بزرگ یا پیر کے ساتھ یہ عقیدہ رکھنا کہ ہمارے سب حال کی اس کو ہر وقت خبر رہتی ہے (کفر و شرک ہے)۔ (بہشتی زیور جلد ۱ ص ۷۳، مصنفہ مولوی اشرف علی تھانوی)

۵۔ رسول اور امت رسول اس حد تک مشترک ہیں کہ دونوں کو علم غیب نہیں ہے۔ (فاران کا توحید نمبر ص ۱۱۳، از قاری طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند، بحوالہ زلزلہ)

۶۔ کتاب و سنت کو سامنے رکھ کر علم کی تقسیم یوں نہ ہوگی کہ اللہ کا علم ذاتی اور رسولوں کے علم عطائی۔ یعنی نوعی فرق کے سوا دونوں کا برابر ہے۔ گویا ایک حقیقی خدا دوسرا مجازی

خدا۔ (توحید نمبر ص ۱۲۱، از قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند بحوالہ زلزلہ)

مذکورہ بالا عبارتوں سے اچھی طرح واضح ہو گیا کہ غیر خدا کے لیے غیب ثابت کرنا خواہ عطائی ہی کیوں نہ ہو کفر ہے، شرک ہے، کتاب و سنت کے منافی ہے۔ اگر یہ امر واقعہ ہے اور علمائے دیوبند کے مسلمات میں سے ہے تو میں عرض کروں گا کہ وہ پوری دیدہ دلیری کے ساتھ کفر و شرک کا فتویٰ لگانے کے لیے تیار ہو جائیں۔

علم غیب کا اثباتی پہلو

علم غیب کا اثباتی پہلو پیش کرنے سے پہلے چند منٹ کے لیے اپنے قارئین کو لمحہء فکر یہ دینا چاہتا ہوں۔ مذکورہ بالا حوالہ جات پڑھنے کے بعد ایک خالی الذہن آدمی کیا یہ کہنے پر مجبور نہ ہو گا کہ غیر خدا کے لیے علم غیب ماننا کفر ہے، شرک ہے، توحید پرستی کے منافی ہے۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو میں آپ کی دیانت کو آواز دیتا ہوں۔ آپ اس کے بارے میں کیا رائے قائم کریں گے جو غیر خدا کے لیے علم غیب ثابت کرے۔ فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے۔ یہ سن کر آپ حیرت میں پڑ جائیں گے کہ جو علم غیب انبیاء و اولیاء کے لیے کفر و شرک ٹھہرایا گیا ہے علمائے دیوبند وہی علم غیب اپنے بزرگوں کے حق میں عین ایمان و اسلام سمجھ رہے ہیں۔ اب آپ اپنے دماغ کتے ہوئے دل پر ہاتھ رکھ کر اصل واقعہ ملاحظہ فرمائیے۔

قاری طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند بیان کرتے ہیں کہ جس زمانے میں دارالعلوم دیوبند کے مہتمم مولوی رفیع الدین صاحب تھے بعض مدرسین کے درمیان کچھ نزاع چھڑ گئی۔ جگڑے کی نوبت یہاں تک پہنچی کہ مدرسہ کے صدر مدرس (دیوبندیوں کے شیخ السند) مولوی محمود الحسن دیوبندی بھی اس ہنگامے میں شریک ہو گئے اور اختلافات

بڑھتے چلے گئے۔ اب اس کے بعد کا واقعہ قاری صاحب ہی کی زبانی سنئے..... لکھتے ہیں کہ :

اسی دوران میں ایک دن علی الصبح بعد نماز فجر مولانا رفیع الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا محمود الحسن صاحب کو اپنے حجرہ میں بلایا (جو دارالعلوم دیوبند میں

(ہے) مولانا حاضر ہوئے اور بعد حجرہ کے کواڑ کو کھول کر اندر داخل ہوئے موسم سخت سردی کا تھا مولانا رفیع الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ پہلے یہ میرا روئی کا لبادہ دیکھ لو۔ مولانا نے لبادہ دیکھا تو تر تھا اور خوب بھٹیک رہا تھا فرمایا کہ واقعہ یہ ہے کہ ابھی ابھی مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ جسد غصری (ظاہری جسم) کے ساتھ میرے پاس تشریف لائے تھے جس سے میں ایک دم پسینہ ہو گیا اور میرا لبادہ تر ہوا گیا۔ اور یہ فرمایا کہ محمود حسن کو کہہ دو کہ وہ اس جھگڑے میں نہ پڑے۔ بس میں نے یہ کہنے کے لیے بلایا ہے۔ مولانا محمود حسن صاحب نے عرض کیا کہ حضرت میں آپ کے ہاتھ پر توبہ کرتا ہوں کہ اس کے بعد میں اس قصہ میں کچھ نہ بولوں گا۔ (ارواحِ ثلاثہ ص ۲۴۲)

اے عدل و انصاف کے حامیو! خدا را سوچو تو سہی!.....! جو علم غیب انبیاء و اولیاء کے لیے شرک تھا وہ علم غیب نانوتوی کے لیے عین ایمان کس طرح بن گیا۔ آواز دو انصاف کو انصاف کہاں ہے.....؟

قاری طیب صاحب اگر آپ اجازت دیں تو ذہن میں چند ابھرے ہوئے سوالات آپ کے سامنے پیش کروں۔ امید ہے کہ آپ خود یا اپنے معتمد و کلاء کے ذریعے سے اپنے دستخط سے اطمینان بخش جواب مرحمت فرمائیں گے۔ جس وقت آپ نے اپنے جد کریم کا واقعہ نقل فرمایا اس وقت آپ کے ذہن میں یہ باتیں نہ تھیں کہ:

۱۔ رسول اور امت رسول اس حد تک مشترک ہیں کہ دونوں کو علم غیب نہیں ہے۔ (فاران کا توحید نمبر ص ۴۴ احوالہ زلزلہ)

۲۔ کتاب و سنت کو سامنے رکھ کر علم کی تقسیم یوں نہ ہوگی کہ اللہ کا علم ذاتی اور رسولوں کے علم عطائی یعنی نوعی فرق کے ساتھ دونوں کا برابر ہے گویا ایک حقیقی خدا دوسرا مجازی خدا۔ (توحید نمبر ص ۲۱ احوالہ زلزلہ)

اگر تھیں تو آپ کے پاس اس کا کیا جواب ہے کہ:-

۱۔ جب رسول کو علم غیب نہیں تو آپ کے دلو ا جان کو کہاں سے علم غیب حاصل ہو گیا کہ انہیں مدرسہ دیوبند کے جھگڑے اور صدر مدرس کی شرکت کا علم ہو گیا اور جسد غصری کے ساتھ مدرسہ دیوبند میں تشریف لے آئے اور خواب میں نہیں عالم ہداری میں تنبیہ فرما کر واپس تشریف لے گئے۔

۲۔ کیا آپ کے جد محترم کا مقام مقام نبوت سے آگے ہے؟ اگر ہے تو کس درجہ پر؟
۳۔ کیا آپ جواب دینے کی زحمت گوارا فرمائیں گے کہ آپ کے جد کرم حقیقی خدا ہیں یا مجازی خدا؟

۴۔ اگر اجازت ہو تو یہ بھی عرض کر دوں کہ آپ کے نزدیک قاعدہ اور قانون کا اختلاف نہیں ہے بلکہ موقع و محل کا اختلاف ہے۔ اگر ہم یہی علم غیب انبیاء و اولیاء کے لیے مانیں تو شرک ہو جائے اور آپ اپنے جد کریم کے لیے ثابت کریں تو عین اسلام بن جائے۔
۵۔ جواب دینے کی صورت میں کیا آپ اپنے مسلمات سے گریز نہیں کر رہے ہیں؟

ندائے یارِ رسول اللہ

ندائے یارِ رسول اللہ کا منفی پہلو

۱۔ اللہ تعالیٰ نے کسی کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت نہیں دی اور کوئی کسی کی حمایت نہیں کر سکتا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ پیغمبر خدا کے وقت میں کافر بھی ہوں کو اللہ کے برابر نہیں جانتے تھے بلکہ اسی کی مخلوق اور اسی کا بندہ سمجھتے تھے اور ان کو اس کے مقابل کی طاقت ثابت نہیں کرتے تھے مگر یہی پکارنا اور مفتیں ماننی اور نذر و نیاز کرنی اور ان کو اپنا وکیل اور سفارشی سمجھنا بھی ان کا کفر و شرک تھا سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گو کہ اس کو اللہ کا بندہ اور مخلوق ہی سمجھے سو بوجہ جہل اور وہ شرک میں برابر ہے۔

(تقویۃ الایمان ص ۶)

۲۔ جب انبیاء علیہم السلام کو بھی علم غیب نہیں ہوتا تو یارِ رسول اللہ کتنا بھی ناجائز ہوگا۔
(فتاویٰ رشیدیہ ص ۳۳ مصنفہ مولوی رشید احمد گنگوہی)

۳۔ کسی کو دور سے پکارنا اور یہ سمجھنا کہ اس کو خبر ہوگئی (کفر و شرک ہے)۔
(بہشتی زیور جلد ۱ ص ۳۷)

ندائے یارِ رسول اللہ کا اثباتی پہلو

اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ خدائے ذوالجلال نے انبیاء و اولیاء کو ایسی قوت سماعت بخشی ہے جس سے وہ دور و نزدیک کی پکار کو سن لیتے ہیں اور ان کی مدد فرماتے ہیں۔ لیکن دیوبندی مکتبہ فکر کے نزدیک غیر خدا کو پکارنا، ان کو اپنا حمایتی سمجھنا، ان سے مدد مانگنا کفر و شرک ہے۔

اگر علمائے دیوبند اس اصول کو تسلیم کرتے ہیں تو انہیں پوری جرأت کے ساتھ اپنے اور بیگانے کا فرق کیے بغیر کفر و شرک کا فتویٰ صادر کر دینا چاہیے۔ جنہوں نے غیر خدا کو پکارا ہے اور مدد مانگی ہے۔

مدد کر اے کرم احمدی کے تیرے سوا
نہیں ہے قاسم بے کس کا کوئی حامی کار

(قصائد قاسمی)

اس شعر میں مولوی قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند نے حضور سرور کائنات

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نہ صرف پکارا ہے بلکہ مدد بھی مانگی ہے۔

جہاز امت کا حق نے کر دیا ہے آپ کے ہاتھوں

تم اب چاہے ڈوباؤ یا تراؤ یا رسول اللہ

اس شعر میں حاجی امداد اللہ صاحب نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو

پکارا ہے۔

دستگیری کیجئے میرے نبی کشمکش میں تم ہی ہو میرے ولی
جز تمہارے ہے کہاں میری پناہ فوج کلفت مجھ پر آ غالب ہوئی
لکن عبد اللہ زمانہ ہے خلاف اے میرے مولیٰ خبر لیجئے میری
(شمیم الطیب ترجمہ شمیم الحبيب، مصنفہ مولوی اشرف علی تھانوی ص ۱۲۵)

ان اشعار میں مولوی اشرف علی تھانوی نے جہاں سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پکارا ہے وہیں مدد بھی مانگی ہے۔

نانوتوی صاحب کا یہ کہنا کہ یارِ رسول اللہ تیرے سوا قاسم کا کوئی حامی نہیں یا تھانوی صاحب کا کہنا کہ جز تمہارے میری پناہ کہاں ہے کیا یہ لازم نہیں آتا کہ وہ توحید کو چھوڑ کر مشرکانہ یولی بول رہے ہیں۔

الحق ما شهدت به الاعداء مدعی لاکھ پر بھاری ہے گواہی تیری

علمائے دیوبند سے چند سوالات

۱۔ اگر فتویٰ الامان، بہشتی زیور، فتاویٰ رشیدیہ کا فتویٰ صحیح ہے تو حاجی امداد اللہ صاحب، مولوی قاسم نانوتوی، مولوی اشرف علی تھانوی غیر خدا کے پکارنے اور ان سے مدد مانگنے کے جرم میں کافر و مشرک ہوئے یا نہیں اور اگر انہیں مسلمان ٹھہراتے ہیں تو ان کتابوں کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟

۲۔ ان حضرات نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خدا سمجھ کر پکارا اور مدد مانگی ہے یا خدا کا بندہ اور اس کی مخلوق سمجھ کر۔ اگر جواب ثانی میں ہے جب بھی آپ حضرات کے لیے تقویۃ الایمان نے کسی تاویل کی گنجائش نہیں چھوڑی ہے۔ تقریب ذہن کے لیے ایک بار پھر سے خاص خاص عبارت کا سرسری جائزہ لے لیں۔

اللہ تعالیٰ نے عالم میں کسی کو تصرف کرنے کی قدرت نہیں دی اور کوئی کسی کی حمایت نہیں کر سکتا۔ یہی پکارنا اور منتیں ماننی اور نذر و نیاز کرنی ان کا کفر و شرک تھا۔ سو جو کوئی کسی سے

یہ معاملہ کرے گو کہ اس کو اللہ کا بندہ اور مخلوق ہی سمجھے سو ہو جمل اور وہ شرک میں برابر ہے؟

۳۔ تقویۃ الایمان کے فتویٰ کو تسلیم کرنے کے بعد آپ میں یہ ہمت و برأت ہے کہ صاف لفظوں میں یہ اعلان کر دیں کہ حاجی امداد اللہ صاحب، مولوی قاسم نانوتوی، مولوی اشرف علی تھانوی اور ہو جمل سب شرک میں برابر ہیں۔

۴۔ کیا آپ حضرات کا سکوت یا بے جا تاویل اس بات کی غمازی نہیں کر رہا ہے کہ آپ اپنے مسلمات سے گریز کر رہے ہیں؟

حفظ الایمان کا سرسری تنقیدی جائزہ

دیوبندی مکتبہ فکر کے مذہبی پیشوا اشرف علی تھانوی سے کسی نے سوال کیا کہ زید علم غیب کی دو قسمیں کرتا ہے۔ ذاتی، عطائی۔

ذاتی علم غیب تو صرف اللہ ہی کے لیے ہے۔ رہا عطائی اس کے معنی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عالم الغیب تھے۔ زید کا کہنا درست ہے یا نہیں۔ جس کے جواب میں موصوف نے ایک کتاب بنام حفظ الایمان لکھی جس میں سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم پاک کو جانوروں اور چوپاؤں سے تشبیہ دے کر حضور کی شان ارفع و اعلیٰ میں کھلے بندوں توہین کی۔ کتاب کی اصل عبارت پڑھیے.....

"آپ کی (حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ذات مقدسہ پر علم غیب کا عجم کیا جاتا اگر بھول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد کل غیب ہے یا بعض غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم غیب تو ہر زید و عمر (ہر عامی انسان) بلکہ ہر صبی (بچہ) و مجنوں (پاگل) بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کو بھی حاصل ہے۔"

اس عبارت پر علمائے عرب و عجم کی گرفت یہ ہے کہ اس میں لفظ ایسا کے ذریعہ

رسول مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم پاک کو جانوروں اور چوپاؤں سے تشبیہ دے کر حضور کی شان ارفع و اعلیٰ میں توہین کی گئی ہے اور توہین رسول کا مرتکب بالاتفاق کافر ہے۔

اس گرفت کو اٹھانے کے لیے مصنف سے لے کر ان کے معتمد و کلاء تک نے طرح طرح کی تاویلات پیش کی ہیں۔ ہم یہاں صرف دو تاویل نقل کرتے ہیں پڑھیے اور ان کی تضاد بیانی کا دل کش نظارہ ملاحظہ فرمائیے۔

پہلی تاویل

مولوی اشرف علی تھانوی کے معتمد خلیفہ مولوی مرتضیٰ حسن در بھٹوی نے عبارت مذکورہ کی تاویل یوں کی ہے کہ اس عبارت میں لفظ ایسا تشبیہ کے معنی میں نہیں ہے بلکہ اتنا اور اس قدر کے معنی میں ہے اگر تشبیہ کے معنی میں ہوتا تو البتہ تکفیر کی وجہ نکل سکتی تھی۔ اصل عبارت یوں ہے۔

"واضح ہو کہ ایسا کا لفظ فقط مانند اور مثل ہی کے معنی میں مستعمل نہیں ہو تا بلکہ اس کے معنی اس قدر اور اتنے بھی آتے ہیں۔ جو اس جگہ متعین ہیں"

(توضیح البیان ص ۸، حوالہ جام نور کلکتہ اکتوبر و نومبر ۱۹۶۸ء)

دوسری تاویل

دیوبندیوں کے شیخ الاسلام مولوی حسین احمد صاحب نے زیر بحث عبارت کی تاویل میں کہا ہے کہ عبارت میں لفظ ایسا کی بجائے لفظ اتنا ہوتا تو اس وقت البتہ یہ احتمال ہوتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم شریف کو جانوروں کے علم کے برابر کر دیا۔ اصل عبارت ملاحظہ فرمائیے:

"جناب یہ تو ملاحظہ کیجئے کہ حضرت مولانا (تھانوی) عبارت میں لفظ ایسا فرما رہے ہیں لفظ اتنا ہوتا تو اس وقت یہ احتمال ہوتا کہ معاذ اللہ حضور علیہ السلام

ہم مسلک اعلیٰ حضرت کیوں کہتے ہیں.....؟

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله و كفى و سلام على عباده الذين اصطفى

سب سے پہلے آپ یہ بات اچھی طرح سمجھ لیجئے کہ مسلک اعلیٰ حضرت سے مراد معاذ اللہ کوئی نیا مسلک نہیں ہے۔ بلکہ جس مسلک پر آج مسلک اعلیٰ حضرت کا اطلاق ہو رہا ہے یہ وہی مسلک ہے جس پر صحابہ، تابعین، تبع تابعین، صالحین اور علمائے امت قائم تھے۔

در اصل اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ تقریباً دو صدی قبل ہندوستان کی سر زمین پر کئی نئے فرقوں نے جنم لیا اور ان فرقوں کے علم برداروں نے اہلسنت و جماعت کے عقائد و معمولات کو شرک و بدعت قرار دینے کی شرم ناک روش اختیار کی۔ خصوصاً مولوی اسماعیل دہلوی نے وہابی مسلک کی اشاعت کے لیے جو کتاب تقویۃ الایمان کے نام سے مرتب کی اس میں علم علیہ السلام، حاضر و ناظر، شفاعت، استعانت، ندائے یار رسول اللہ ﷺ، حیات النبی ﷺ، اختیارات النبی ﷺ وغیرہ تمام عقائد کو معاذ اللہ کفر و شرک قرار دے دیا۔ جب ان کے بارے میں عقائد و روایات سے قرآن و سنت سے ثابت شدہ ہیں۔ اسی طرح میلاد، قیام، صلوٰۃ سلام، ایصال ثواب، عرس یہ سب معمولات جو صدیوں سے اہلسنت و جماعت میں رائج ہیں اور علمائے امت نے انہیں باعث ثواب قرار دیا ہے لیکن نئے فرقوں کے علم برداروں نے ان عقائد و معمولات کو شرک و بدعت قرار دیتے ہوئے اپنی ساری توانائی انہیں مٹانے پر صرف کیں۔ لیکن اسی زمانے میں علمائے اہلسنت نے اپنے قلم سے ان عقائد و معمولات کا تحفظ فرمایا اور تحریر و تقریر اور مناظروں کے ذریعے ہر اعتراض کا دندان شکن جواب دیا۔

عقائد کی اسی معرکہ آرائی کے دور میں بریلی کی سر زمین پر امام احمد رضا خان قدس سرہ پیدا ہوئے۔ آپ ایک زبردست عالم دین تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے پناہ علمی صلاحیتوں سے مالا مال فرمایا تھا اور آپ تقریباً پچھن علوم میں مہارت رکھتے تھے خصوصاً علم فقہ

کے علم کو اور چیزوں کے علم کے برابر کر دیا یہ محض جمالت نہیں تو اور کیا ہے؟

(شہاب ثاقب ص ۱۰۲)

حفظ الایمان کی زیر بحث عبارت کی تاویل میں مولوی حسین احمد کہتے ہیں کہ یہاں لفظ ایسا تشبیہ کے لیے ہے اگر یہاں جائے لفظ ایسا کے لفظ اتنا ہوتا تو البتہ یہ احتمال ہو سکتا تھا کہ حضور علیہ السلام کے علم پاک کو جانوروں کے علم کے برابر کر دیا۔

جب کہ مولوی مرتضیٰ حسین در بھنگوی کہتے ہیں کہ اس عبارت میں لفظ ایسا "اتنا" کے معنی میں ہے اگر تشبیہ کے معنی میں ہوتا تو البتہ تکفیر کی وجہ نکل سکتی تھی۔

اس بے جا تاویل پر چند سوالات پیدا ہوتے ہیں :

اگر مولوی حسین احمد کی تاویل تسلیم کر لی جائے تو مولوی مرتضیٰ حسن کے نزدیک تھانوی صاحب کی تکفیر درست ہے اور اگر مولوی مرتضیٰ حسن کی تاویل صحیح مانی جائے تو مولوی حسین احمد کے نزدیک یہ لازم آتا ہے کہ تھانوی صاحب نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم پاک کو جانوروں کے علم کے برابر کر دیا اور چونکہ تھانوی صاحب نے اپنے دونوں وکیلوں میں سے کسی کی تردید نہیں کی لہذا دونوں وکیلین اپنی اپنی جگہ سچے اور دونوں ایک دوسرے کی تاویل پر تھانوی صاحب کے کفر پر متفق ہیں۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دیوبند اپنے گھر کی تضاد بیانی اور اپنے مسلمات سے گریز کے

بارے میں.....؟

(مولانا عبدالحلیم صاحب اشرفی رضوی مظفر پوری)



میں آپ کے دور میں کوئی آپ کا ثانی نہ تھا۔ مولانا کی علمی صلاحیتوں کا اعتراف ان لوگوں کو بھی ہے جو ان کے مخالف ہیں۔ بہر حال مولانا نے اپنے دور کے علمائے اہلسنت کو دیکھا کہ وہ باطل فرقوں کے اعتراضات کے جوابات دے کر عقائد اہلسنت کا دفاع کر رہے ہیں تو آپ نے بھی اس عظیم خدمت کے لیے قلم اٹھایا اور اہلسنت و جماعت کے عقائد کے ثبوت میں دلائل و براہین کے انبار لگا دیئے۔ ایک ایک عقیدہ کے ثبوت میں کئی کئی تصنیفیں فرمائیں۔ ساتھ ہی ساتھ جو معمولات آپ کے زمانے میں رائج تھے ان میں سے جو قرآن و سنت کے مطابق تھے آپ نے ان کی تائید فرمائی اور جو قرآن و سنت کے خلاف تھے آپ نے ان کی تردید فرمائی۔ اس طرح بے شمار موضوعات پر ایک ہزار سے زائد کتابوں کا عظیم ذخیرہ مسلمانوں کو عطا فرمایا۔ بہر حال آپ نے باطل فرقوں کے رد میں عقائد و معمولات اہلسنت کی تائید میں جو عظیم خدمات انجام دیں اس بجا پر آپ علمائے اہلسنت کی عین میں سب سے نمایاں ہو گئے اور عقائد اہلسنت کی زکات کرنے والے سب سے یہ عقائد امام احمد رضا کی طرف منسوب ہونے لگے اور اب حال یہ ہے کہ آپ کی ذات اہلسنت کے ایک عظیم نشان کی حیثیت سے تسلیم کر لی گئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کوئی حجازی یا شامی دینی و عراقی و مصری بھی مدینہ منورہ میں "یا رسول اللہ" کتا ہے تو نجدی اسے بریلوی ہی کہتے ہیں حالانکہ ان کا کوئی تعلق بریلی شہر سے نہیں ہوتا۔ اس طرح اگر کوئی "اسلامک الشفاعة یا رسول اللہ" کہہ کر نبی کریم ﷺ سے شفاعت طلب کرتا ہے تو وہ چاہے جزیرہ العرب ہی کا رہنے والا کیوں نہ ہو وہابی اسے بھی بریلوی ہی کہتے ہیں جب کہ بریلوی اسے کتا چاہے جو شہر بریلی کا رہنے والا ہو۔ لیکن اس کی وجہ آپ سمجھ سکتے ہیں کہ یہ اسلاف کے وہ عقائد ہیں جن کی امام احمد رضا قدس سرہ العزیز نے دلائل کے ذریعے شدید مد سے تائید فرمائی ہے۔ اور ان عقائد کے ثبوت میں سب سے نمایاں خدمات انجام دی ہیں۔ جس کی وجہ سے یہ عقائد امام احمد رضا کے اس قدر منسوب ہو گئے ہیں کہ دنیا کا کوئی بھی مسلمان اگر ان عقائد کا قائل ہو تو اسے مولانا کی طرف منسوب کرتے ہوئے بریلوی ہی کہا جاتا ہے۔

اب چونکہ ہندوستان میں فرقوں کی ایک بھیڑ موجود ہے اس لیے اہلسنت و جماعت کی شناخت قائم کرنا ناگزیر ہو گیا ہے اس لیے کہ دیوبندی فرقہ بھی اپنے آپ کو اہلسنت ہی ظاہر کرتا ہے جب کہ دیوبندیوں کے عقائد بھی وہی ہیں جو وہابیوں کے ہیں فرق صرف اتنا ہے کہ وہابی اپنے آپ کو اہل حدیث کہتے ہیں اور آئمہ اربعہ میں سے کسی کی تقلید نہیں کرتے۔ اور دیوبندی تقلید تو کرتے ہیں لیکن وہابیوں کے عقائد کو حق مانتے ہیں اس لیے موجودہ دور میں اصل اہلسنت و جماعت کون ہیں یہ سمجھنا بہت دشوار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے علماء نے اہلسنت و جماعت کو دیگر فرقوں سے ممتاز کرنے کے لیے "مسلك اعلیٰ حضرت" کا استعمال مناسب سمجھا۔ اس کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ اب جو مسلك اعلیٰ حضرت کا ماننے والا سمجھا جائے گا اس کے بارے میں خود بخود یہ تصدیق ہو جائے گی کہ یہ علم غیب، حاضر و ناظر، استغانت، شفاعت وغیرہ کا قائل ہے اور معمولات اہلسنت و جماعت میلاد، قیام، صلوة و سلام وغیرہ کو بھی باعث ثواب سمجھتا ہے۔

اگر کوئی یہ کہے کہ نہیں فقط اپنے آپ کو سنی کہنا کافی ہے تو میں یہ کہوں گا کہ اگر کوئی شخص اپنے آپ کو سنی کہے تو آپ اسے کیا سمجھیں گے یہ کون ساسنی ہے؟ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تقلید کرتے ہوئے وہابی عقائد کو حق ماننے والا..... یا پھر "یا رسول اللہ ﷺ" کہنے والا۔

ظاہر ہے صرف سنی کہنے سے کوئی شخص پہچان نہ جائے گا۔ مگر کوئی اپنے آپ کو بریلوی سنی کہے تو فوراً سمجھ میں آجائے گا کہ یہ حنفی بھی ہے اور سچاسنی بھی۔ یا پھر اپنے آپ کو کوئی مسلك اعلیٰ حضرت کا ماننے والا کہے تو بھی اس مسلمان کے عقائد و نظریات کی پوری نشاندہی ہو جاتی ہے۔

اہل ایمان کو ہر دور میں شناخت کی ضرورت محسوس ہوئی ہے۔ دیکھئے مکہ کی وادیوں میں جب اسلام کی دعوت عام ہوئی تو اس وقت ہر صاحب ایمان کو مسلمان کہا جاتا تھا اور جب بھی کوئی کتا کہ میں مسلمان ہوں تو اس شخص کے بارے میں فوراً یہ سمجھ میں آجاتا کہ یہ

اہلسنت وجماعت سے تعلق رکھتا ہے۔ یعنی خدا کی وحدانیت کی گواہی دیتا ہے اور نبی کریم ﷺ کی رسالت کو تسلیم کرتے ہوئے آپ کی تعلیمات پر عمل کرتا ہے۔ لیکن ایک صدی بھی نہ گزری تھی کہ اہل ایمان کو اپنی شناخت کے لیے ایک لفظ کے استعمال کی ضرورت محسوس ہوئی اور وہ لفظ "سنی" ہے۔

وجہ یہ تھی کہ ایک فرقہ پیدا ہوا جس نے معاذ اللہ حضرت سیدنا صدیق اکبر، حضرت سیدنا عمر فاروق، حضرت سیدنا عثمان غنی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پر تبرا (لعن طعن) کرنا شروع کر دیا اور اس میں حد سے تجاوز کر گیا۔ لیکن وہ لوگ بھی اپنے آپ کو مسلمان ہی کہتے تھے اس لیے اس دور میں اہلسنت نے اپنے آپ کو سنی مسلمان کہا۔ صرف مسلمان اگر کوئی اپنے آپ کو کہتا تو اسکے بارے میں یہ سوال پیدا ہوتا کہ یہ کون سا مسلمان ہے؟ حضرت سیدنا صدیق اکبر، حضرت سیدنا عمر فاروق، حضرت سیدنا عثمان غنی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو ماننے والا مسلمان ہے یا ان پر تبرا (لعن طعن کرنے والا) لیکن اگر کوئی اپنے آپ کو سنی مسلمان کہتا تو اس کے بارے میں یہ سمجھ میں آجاتا کہ یہ خلفائے ثلاثہ کو ماننے والا مسلمان ہے۔ اس طرح خلفاء پر لعن طعن کرنے والے رافضیوں کے مقابلے میں اہلسنت وجماعت کی ایک الگ شناخت قائم ہو گئی..... "سنی مسلمان"۔

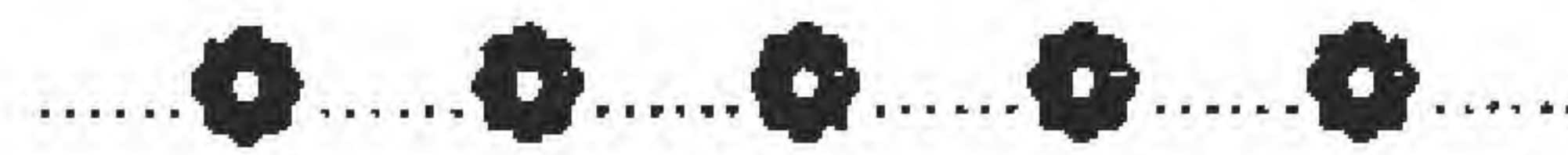
اس سلسلے میں کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی یہ چار مسلک تو پہلے سے موجود ہیں پھر یہ پانچواں مسلک "مسلم اعلیٰ حضرت" کیوں کہا جاتا ہے تو انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ مسلک اعلیٰ حضرت یہ کوئی پانچواں مسلک نہیں ہے بلکہ اس کا مطلب یہی ہے کہ یہ چاروں مسالک حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی حق ہیں اور کسی ایک کی تقلید واجب ہے اور یہی امر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ العزیز کی کتب سے ثابت ہے اس لیے اگر کوئی شافعی یا حنبلی بھی اپنے آپ کو مسلک اعلیٰ حضرت سے منسوب کرتا ہے تو اس کا یہی مطلب ہے کہ وہ فرد عیات میں اپنے امام کی تقلید کے ساتھ ساتھ عقائد و معمولات اہلسنت وجماعت کا بھی قائل ہے۔

رہا یہ سوال کہ مخالفین اس سے یہ پروپیگنڈہ کرتے ہیں کہ یہ ایک پانچواں مسلک ہے تو میں سارے دہائیوں، دیوبندیوں کو چیلنج کرتا ہوں کہ وہ ثابت کریں کہ امام احمد رضا نے کس عقیدہ کی تائید قرآن و سنت کی دلیل کے بغیر کی ہے۔ کسی بھی موضوع پر آپ ان کی کتاب اٹھا کر دیکھ لیجئے۔ ہر عقیدہ کے ثبوت میں انہوں نے قرآنی آیات، احادیث مبارکہ اور پھر اپنے موقف کی تائید میں علماء امت کے اقوال پیش کیے ہیں۔ حق کو سمجھنے کے لیے بشرط یہ ہے کہ تعصب سے بالاتر ہو کر امام احمد رضا قدس سرہ کی کتابوں کا مطالعہ کیا جائے۔ مطالعہ کے دوران آپ واضح طور پر محسوس کریں گے کہ اعلیٰ حضرت وہی کہہ رہے ہیں جو چودہ سو سالہ دور اسلامی کے علماء و فقہاء کہتے رہے ہیں۔

اب بھی اگر کسی کو اطمینان نہ ہوا ہو اور وہ مسلک کے لفظ کو اعلیٰ حضرت کی طرف منسوب کرنے پر معترض ہو اور یہ سمجھتا ہو کہ یہ ایک نیا مسلک ہے تو وہابی، دیوبندی، سنبھلی جاتیں اور میرے ایک سوال کا جواب دیں کہ مولوی محمد اکرم جو کہ دیوبندیوں کے معتد مورخ ہیں انہوں نے "سورج کوثر" میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے عقائد و نظریات کا تذکرہ کرتے ہوئے بار بار "مسلم دلی الہی" کا لفظ استعمال کیا ہے تو کیا چاروں مسالک سے علیحدہ یہ مسلم دلی الہی کوئی پانچواں اور نیا مسلک ہے.....؟

جو آپ کا جواب ہو گا وہی ہمارا بھی۔

(محمد یوسف رضا قادری، صدر رضا کیڈمی، بمبئی ٹی)



کلمہ کفر : (محمد ﷺ غیب کیا جانیں)

تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے..... يَحْلِفُونَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوا ۚ وَلَقَدْ قَالُوا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ (سورہ توبہ آیت نمبر ۷۴)

خدا کی قسم کھاتے ہیں کہ انہوں نے نبی کی شان میں گستاخی نہ کی اور البتہ بے شک وہ یہ کفر کا بول بولے اور مسلمان ہو کر کافر ہو گئے۔

ابن جریر اور طبرانی اور ابوالشیخ و ابن مردویہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ ایک چیز کے سایہ میں تشریف فرما تھے، ارشاد فرمایا عنقریب ایک شخص آئے گا کہ تمہیں شیطان کی آنکھوں سے دیکھے گا، وہ آئے تو اس سے بات نہ کرنا۔ کچھ دیر نہ ہوئی تھی کہ ایک کرنچی آنکھوں والا سامنے سے گزرار رسول اللہ ﷺ نے اسے بلا کر فرمایا تو اور تیرے رفیق کس بات پر میری شان میں گستاخی کے لفظ بولتے ہیں وہ گیا اور اپنے رفیقوں کو بلا لایا، سب نے آکر قسمیں کھائیں کہ ہم نے کوئی کلمہ حضور ﷺ کی شان میں بے ادبی کا نہ کہا، اس پر اللہ عزوجل نے یہ آیت اتاری کہ "خدا کی قسم کھاتے ہیں کہ انہوں نے گستاخی نہ کی اور بے شک ضرور وہ یہ کفر کا کلمہ بولے اور تیرے شان میں بے ادبی کا کلمہ کفر ہے اور اس کا کہنے والا اگرچہ لاکھ مسلمانی کا مدعی کروڑ بار کا کلمہ گو ہو، کافر ہو جاتا ہے اور فرماتا ہے۔

وَلٰٓئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخْوُضُ وَ نَلْعَبُ ۚ قُلْ اَبٰلِلّٰهِ وَاٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِئُوْنَ لَا تَعْتَدِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ۔

(سورہ التوبہ، آیت نمبر ۶۵، ۶۶)

اور اگر تم ان سے پوچھو تو بے شک ضرور کہیں گے کہ ہم تو یونہی ہنسی کھیل میں تھے، تم فرما دو کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ٹھٹھا کرتے تھے، یہاں نہ بناؤ

تم کافر ہو چکے اپنے ایمان کے بعد۔

ابن ابی شیبہ و ابن جریر و ابن المنذر و ابن ابی حاتم و ابوالشیخ امام مجاہد تمیذ خاص سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت فرماتے ہیں۔

انه قال في قوله تعالى ولئن سالتهم ليقولن انما كنا نخوض ونلعب ۚ قال رجل من المنافقين يحدثنا محمد ان ناقة فلان بوادي كذا وما يدريه بالغيب يعني کسی شخص کی لونہنی گم ہو گئی، اس کی تلاش تھی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لونہنی فلاں جنگل میں فلاں جگہ ہے، اس پر ایک منافق بولا محمد ﷺ بتاتے ہیں کہ لونہنی فلاں جگہ ہے، محمد غیب کیا جانیں.....؟

اس پر اللہ عزوجل نے یہ آیت کریمہ اتاری کہ کیا اللہ و رسول سے ٹھٹھا کرتے ہو، یہاں نہ بناؤ تم مسلمان کہلا کر اس لفظ کے کہنے سے کافر ہو گئے (دیکھو تفسیر امام لن جریر مطبع مصر، جلد دوم صفحہ ۱۰۵ اور تفسیر در منشور امام جلال الدین سیوطی جلد سوم صفحہ ۲۵۴) مسلمانو! دیکھو محمد ﷺ کی شان میں اتنی گستاخی کرنے سے کہ وہ غیب کیا جانیں کلمہ کوئی کام نہ آئی اور اللہ تعالیٰ نے صاف فرمادیا کہ یہاں نہ بناؤ تم اسلام کے بعد کافر ہو گئے۔

اقوال اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ

۱۔ جو اللہ سے ڈرے اس کے لئے اللہ نجات کی راہ نکال دے گا اور اسے وہاں سے روزی دے گا جہاں اس کا گمان بھی نہ ہو۔

۲۔ اولیاء اللہ کی سچے دل سے پیروی کرنا اور مشابہت کرنا کسی دن ولی اللہ کر دیتا ہے۔

۳۔ نعت کہنا تلوار کی دھار پر چلنا ہے۔

۴۔ جس کا ایمان پر خاتمہ ہو گیا اس نے سب کچھ پالیا۔

۵۔ جس سے اللہ و رسول ﷺ کی شان میں ادنیٰ توہین پاؤ پھر تمہارا کیسا ہی پیارا آیوں نہ ہو فوز اس سے جدا ہو جاؤ۔

فروع اہلسنت کے لئے..... امام اہلسنت کا دس نکاتی پروگرام

- ۱۔ عظیم الشان مدارس کھولے جائیں، باقاعدہ تعلیمیں ہوں۔
 - ۲۔ طلبہ کو وظائف ملیں کہ خواہی نہ خواہی گرویدہ ہوں۔
 - ۳۔ مدرسوں کی پیش قدمی قرار تنخواہیں ان کی کاروائیوں پر دی جائیں۔
 - ۴۔ طبائع طلبہ کی جانچ ہو جو جس کام کے زیادہ مناسب دیکھا جائے معقول وظیفہ دے کر اس میں لگایا جائے۔
 - ۵۔ ان میں جو تیار ہوتے جائیں تنخواہیں دے کر ملک میں پھیلائے جائیں کہ تحریر و تقریر و وعظ و مناظرہ اشاعت دین و مذہب کریں۔
 - ۶۔ حمایت مذہب و رد بد مذہبیاں میں مفید کتب و رسائل مصنفوں کو نذرانے دے کر تصنیف کرائے جائیں۔
 - ۷۔ تصنیف شدہ اور نو تصنیف شدہ رسائل عمدہ اور خوشخط چھاپ کر ملک میں مفت تقسیم کئے جائیں۔
 - ۸۔ شہروں و شہروں آپ کے سفیر مگراں رہیں جہاں جس قسم کے واعظ یا مناظرہ تصنیف کی حاجت ہو آپ کو اطلاع دیں، آپ سر کوئی اعداء کے لئے اپنی فوجیں، میگزین اور رسالے بھیجتے رہیں۔
 - ۹۔ جو ہم میں قابل کار موجود اور اپنی معاش میں مشغول ہیں وظائف مقرر کر کے فارغ البال بنائے جائیں اور جس کام میں انہیں مہارت ہو لگائے جائیں۔
 - ۱۰۔ آپ کے مذہبی اخبار شائع ہوں اور وقتاً فوقتاً ہر قسم کے حمایت مذہب میں مضامین تمام ملک میں تقسیم و بلا قیمت روزانہ یا کم سے کم ہفتہ وار پہنچاتے رہیں۔
- حدیث کا ارشاد ہے کہ "آخر زمانہ میں دین کا کام بھی درم و دینار سے چلے گا" اور کیوں نہ صادق ہو کہ صادق و مصدوق علیہ السلام کا کلام ہے۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۲، صفحہ ۱۳۳)

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان کی سرگرمیاں

ہفت واری اجتماع :-

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان کے زیر اہتمام ہر پیر کو بعد نماز عشاء تقریباً ۱۰ بجے رات کو نور مسجد کاغذی بازار کراچی میں ایک اجتماع منعقد ہوتا ہے جس سے مقتدر و مختلف علمائے اہلسنت مختلف موضوعات پر خطاب فرماتے ہیں۔

مفت سلسلہ اشاعت :-

جمعیت کے تحت ایک مفت اشاعت کا سلسلہ بھی شروع ہے جس کے تحت ہر ماہ مقتدر علمائے اہلسنت کی کتابیں مفت شائع کر کے تقسیم کی جاتی ہیں۔ خواہش مند حضرات اور مسجد سے رابطہ کریں۔

مدارس حفظ و ناظرہ :-

جمعیت کے تحت رات کو حفظ و ناظرہ کے مختلف مدارس لگائے جاتے ہیں جہاں قرآن پاک حفظ و ناظرہ کی مفت تعلیم دی جاتی ہے۔

درس نظامی :-

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان کے تحت رات کے اوقات میں درس نظامی کی کلاسیں بھی لگائی جاتی ہیں جس میں ابتدائی پانچ درجوں کی کتابیں پڑھائی جاتی ہیں۔

کتب و کیسٹ لا بیری :-

جمعیت کے تحت ایک لا بیری بھی قائم ہے جس میں مختلف علمائے اہلسنت کی کتابیں مطالعہ کے لیے اور کیسٹیں سماعت کے لیے مفت فراہم کی جاتی ہیں۔ خواہش مند حضرات رابطہ فرمائیں۔